حدیثِ تجدید

اِنَّ اللّٰہ یَبعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ
کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا

صاحبِ اسرار

سوانحِ حیات امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی قدس سرہ

مرتب

محمد علی نقشبندی

شعبہ نشر و اشاعت

مجلسِ مجددیہ نور آباد، فتح گڑھ، سیالکوٹ

Marfat.com

حدیث تجدید

اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَاۡسِ
کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنۡ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا

صاحبِ اسرار

سوانح حیات امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی قدس سرہ

مرتب

محمد علی نقشبندی

شعبہ نشر و اشاعت

مجلس مجددیہ نورآباد، فتح گڑھ، سیالکوٹ

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	صاحبِ اسرار
مرتب	صوفی محمد علی نقشبندی
نظرِ ثانی	علامہ مولانا حافظ محمد اشرف مجددی
	رانا جماعت علی خاں نقشبندی مجددی
ناشر	مجلس مجددیہ، سیالکوٹ فون نمبر 251719 ,557327
مطبع	طیب اقبال پرنٹرز، رائل پارک لاہور
اشاعت دوم	اپریل ۲۰۰۴ء
تعداد	۱۱۰۰
پبلشرز	فیضانِ نقشبند پبلشرز، لاہور
	4,3-فرسٹ فلور، زبیدہ سنٹر، 40-اردو بازار لاہور
	فون نمبر 7236620-7351455
قیمت	50 روپے

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ نقشبندیہ، 4,3-فرسٹ فلور 40-اردو بازار، لاہور

۲۔ مکتبہ نبویہ، گنج بخش لاہور ۳۔ ضیاءُ القرآن پبلیکیشنز، لاہور

۴۔ مکتبہ انوارِ مدینہ نور آباد، سیالکوٹ

۵۔ اسلامی کتب خانہ، اقبال روڈ، سیالکوٹ

Marfat.com

فہرست

حرف اول ۷
سرہند شریف کی تعمیر ۱۰
سرہند شریف کی فضیلت اور خصوصیات ۱۲
امام ربانی کے والد گرامی ۱۳
اولادِ امجاد ۱۳
حضرت مجدد کی سجادہ نشینی ۱۴
امام ربانی کے والد گرامی کا وصال ۱۴
حضرت امام ربانی کے سوانحی حالات ۱۵
تعلیم و تربیت ۱۶
سند مصافحہ ۱۸
اکبر آباد کا سفر ۱۸
ابوالفضل و فیضی سے ملاقات ۱۸
اکبر کی بے راہ روی ۲۰
حضرت مجدد کی شادی ۱۲
عزم سفر حج ۲۳
حضرت خواجہ باقی باللہ سے ملاقات ۲۳
حضرت باقی باللہ سے شرف بیعت ۲۴
حضرت خواجہ باقی باللہ کا وصال ۲۶
نظر بندی ۲۷
شرائط رہائی ۲۹
اولادِ امجاد حضرت امام ربانی علیہ الرحمتہ ۳۲
حضرت مجدد کی تعلیمات ۳۶
اتباع سنت کے مدارج ۴۲
شریعت و طریقت ۴۸
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ۴۹
اہلِ بیت عظام ۵۸
تقیہ کی حقیقت اور اس کے مفاسد ۵۹
فضائل امام اعظم ۶۱
امام ربانی کی مجددیت ۶۳
امام ربانی کو اکابرین و مشاہیر اسلام کا خراج تحسین ۷۲
کشف و کرامات اور خوارق و تصرفات ۸۱
نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی عنایات و نوازشات ۹۲
تصانیف ۹۶
سانحہ ارتحال ۱۰۰

Marfat.com

انتساب

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی
شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ العزیز
کے نام جنکی تعلیمات سے آج ہم صحیح العقیدہ
مسلمان کہلانے کے مستحق بنے۔

☆

یا مجدد الف ثانی غوثِ اعظم پیرِ ما
مالکِ ملکِ ولایت صاحب تدبیر ما

☆ ☆ ☆

Marfat.com

نذرانہ عقیدت

بحضور ولیٔ نعمت حضرت پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
جن کی صحبت کیمیا اثر سے ہمیں دین کو سمجھنے
اور اس پر عمل پیرا ہونے کا شعور ملا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

حرف اوّل

محبوب سبحانی، غوثِ صمدانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سر ہندی قدس سرہ العزیز کی ذات والا صفات اپنی شہرت و مقبولیت کے باعث کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ حضرت والا شان کا شمار ان مخصوص آئمہ ہدیٰ میں نمایاں نظر آتا ہے جن کے فیض سے ایک عالم مستفیض ہوا اور اولیائے کبار کی ایک بڑی جماعت ان کے علوم و معارف سے فیض پا کر قرب الٰہی کے بلند مقامات پر فائز ہوئی۔

ایسی عظیم المرتبت شخصیت کی سوانح حیات، تعلیمات، ان کے علمی و روحانی کارناموں اور کشف و کرامات سے اہل محبت، اہل حقیقت، اور متلاشیان حقائق و معارف کو روشناس کرانا سراسر ثواب ہے اور ذریعہ فلاح و نجات کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین کے فریضہ کی ادائیگی کا موجب بھی ہے۔ فارسی زبان میں اگرچہ امام ربانی قدس سرہٗ کے حالات اور ان کے فضائل و کمالات پر متعدد کتب خود حضرت ممدوح کے خلفائے گرامی قدر اور اہل سلسلہ نے تحریر کی ہیں مگر اردو زبان کا دامن ابھی تک آپ کی تعلیمات اور عظیم ملی و روحانی خدمات کے ذکر سے خالی ہے۔ اگرچہ کچھ اہل محبت و عقیدت نے اپنی سی سعی فرمائی ہے اور انہوں نے آپ کے سوانحی حالات اور تجدیدی کارناموں پر اپنی تصنیفات میں روشنی ڈالی ہے۔ مگر حضرت ممدوح کی شخصیت بحیثیت امام ربانی مجدد الف ثانی اور آپ کی قیومیت ابھی تک پردہ اخفا میں ہے۔ الحمدللہ کہ شہر سیالکوٹ میں اس کمی کو پورا کرنے کا بیڑا ''مجلس مجددیہ'' نے اٹھایا ہے جس کے امیر علامہ حافظ محمد اشرف مجددی ہیں اور راقم الحروف بھی اس مجلس کا ایک ادنیٰ رکن ہے۔ گذشتہ تین سال سے حضرت مجدد کے عرس مبارک بعنوان ''یوم مجدد اعظم'' کے موقعہ پر پمفلٹ شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ سیالکوٹ میں وہ عظیم الشان مسجد اپنی تمام رفعتوں کے ساتھ موجود ہے جس کو جامع مسجد علامہ ملا کمال الدین علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ مقدس مسجد

Marfat.com

محلہ کشمیریاں نزد اڈہ پسروریاں سیالکوٹ میں واقع ہے۔ یہی وہ یادگار مسجد ہے جس میں حضور امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دو سال تک استاد العصر، فقیہ دوراں حضرت علامہ ملا کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے معقولات ومنقولات کی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔

علامۃ العصر حضرت علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فاضل سیالکوٹی آپ کے ہم مکتب وہمدرس تھے۔ بعدازاں انہوں نے حضرت امام ربانی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی اور فیض پایا۔ حضرت علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی سب سے پہلے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے متعارف کرایا اور اس موضوع پر باقاعدہ ایک رسالہ ''دلائل التجدید'' کے نام سے بھی تحریر فرمایا جو اس وقت نایاب ہو چکا ہے۔ علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کئی یادگاریں اور ان کا مقبرہ مقدسہ سیالکوٹ میں موجود ہے۔ ان کے مزار کے حوالہ سے وہ قبرستان جہاں حضرت علامہ عبدالحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدفون ہیں، ''قبرستان عبدالحکیم'' کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ علامہ عبدالحکیم علیہ الرحمہ کو 'آفتابِ پنجاب' کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ اسی طرح استادِ زماں علامہ ملا کمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر اطہر بھی سیالکوٹ میں عمدۃ الاولیاء مونگا شاہ ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قبرستان میں فیض بار ہے۔

اس تاریخی مسجد میں جہاں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الصمدانی زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتے رہے ہیں، گزشتہ پینتیس سال سے ہر سال ''یوم مجدد اعظم'' ۲۸ صفر المظفر کو منایا جاتا ہے جو 2002 میں ۲۷ صفر المظفر کو انعقاد پذیر ہوا۔ سیالکوٹ میں ''یومِ مجدد اعظم'' منانے کی ابتدا کرنے کا شرف سیالکوٹ کے چند نقشبندی مجددی احباب بشمول راقم السطور کو حاصل ہوا۔

''مجلس مجددیہ'' سرزمین پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے تجدیدی کارناموں اور ان کی لافانی کوششوں سے پوری ملت اسلامیہ کو روشناس کرانے کے لئے کوشاں ہے جن کے نتیجہ میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا ظہور ہوا، شرک وبدعت کو زوال آیا اور دو

Marfat.com

قومی نظریے کا برصغیر پاک و ہند میں احیا ہوا اور عظیم اسلامی مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی۔ آپ نے نہ صرف اپنے معتقدین کی اصلاح کر کے ان کو ولایت کے اعلیٰ مناصب پر پہنچایا بلکہ آپ کی اصلاح و تربیت کا یہ سلسلہ اتنا وسیع ہوا کہ عوام و خواص اور علماء و صوفیہ سے تجاوز کر کے قوم و ملت کے تمام افراد حتیٰ کہ ارکانِ سلطنت اور بادشاہوں تک پہنچ گیا۔ آپ کے فیوض و برکات کے اثرات اکبر بادشاہ کی زندگی کے آخری زمانے میں بھی پائے جاتے ہیں اور بادشاہ جہانگیر بھی آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہوا۔ اور یہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ کا فیض تھا کہ جہانگیر بادشاہ کے صُلب سے شاہجہان جیسا دیندار بادشاہ اور شاہ جہاں کے صُلب سے اورنگ زیب عالمگیر جیسا جامع کمالات صوری و معنوی بادشاہ پیدا ہوا۔ اس طرح ان مغلیہ بادشاہوں کو دین حق کی خدمات سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرنے کا موقع فراہم ہونا بھی امام ربانی قدس سرہٗ کی مساعی جمیلہ کا مرہون منت ہے۔

خداوند قدوس نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذاتِ ستودہ صفات کو جامع فضائل و کمالات عطا فرمائے تھے۔ آپ کا ہر کارنامہ انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا ہے اور مزید حیرت کا مقام یہ ہے کہ اتنے کثیر محاسن و کمالات کی حامل ہستی انکساری اور فروتنی کا اعلیٰ نمونہ بھی ہو۔ فی الحقیقت یہ سب کچھ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کی کامل اتباع کا ہی ثمرہ ہے کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الصمدانی ہر ایک صنفِ کمال میں بے نظیر و بے مثال حیثیت سے امت میں ایک مینارۂ نور کی طرح موجود ہیں اور ہر راسخ العقیدہ مسلمان کو اپنی تعلیمات و کارناموں کی روشنی میں دعوتِ فکر و عمل دے رہے ہیں۔

طالبِ دعا

احقر العباد: محمد علی نقشبندی مجددی

1/31 لاثانی منزل، محلہ شہاب پورہ، سیالکوٹ

فون نمبر: 0432-259153

تاریخ 21- اپریل 2002

Marfat.com

سرہند شریف کی تعمیر

سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد سلطنت (۷۵۲ تا ۷۵۸ھ مطابق ۱۳۵۱ تا ۱۳۸۸ء) تک یہ مقام ایک بیابان اور وحشتناک جنگل اور شیروں کا مسکن تھا، اس کا قدیم نام سہرند تھا۔ سہرند کے معنی ''شیروں کا جنگل'' یا شیروں کا مسکن کے ہیں۔ یہ مقام قریہ براس سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اور اس کے گردونواح میں کوئی شہر آباد نہ تھا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو سلطانی مالیہ سامانہ شہر میں پہنچانے میں بڑی دقت ہوتی تھی۔

سلطان فیروز شاہ تغلق چونکہ مخدوم سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا اس لئے اس علاقہ کی رعایا بالخصوص اہالیان قریہ براس نے اُوچہ جا کر حضرت مخدوم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لے جا کر سلطان سے یہاں ایک شہر آباد کرنے کی درخواست کریں تاکہ سلطانی مالیہ پہنچانے میں دقت نہ ہو۔ آپ نے ان لوگوں کی درخواست کو قبول کیا اور دارالخلافہ تشریف لے گئے۔ سلطان نے کنور جو دہلی سے دو منزل کی مسافت پر واقع ہے، آ کر آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے پہلی ہی ملاقات میں اپنی آمد کا مدعا بیان کر دیا۔ سلطان نے آپ کی درخواست منظور فرما کر اس جگہ ایک شہر آباد کرنے کا حکم صادر فرما دیا۔

سلطان فیروز شاہ تغلق نے امام رفیع الدین صاحب کے بڑے بھائی خواجہ فتح اللہ کو جو سلطان کے مقربوں میں سے تھا، کو دو ہزار سوار دے کر اس شہر کی تعمیر کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر قلعہ کی تعمیر شروع کر دی لیکن روزانہ جس قدر تعمیر ہوتی صبح کو منہدم پائی جاتی۔ جب سلطان کو اس کی اطلاع ہوئی تو سلطان نے اس کی تعمیر کا انتظام وانصرام حضرت مخدوم سید جلال الدین قدس سرہٗ کے حوالہ کیا۔ آپ نے امام رفیع الدین سے جو آپ کے خلیفہ اور امام نماز تھے فرمایا کہ آپ جا کے اپنے ہاتھ سے قلعہ کی بنیاد رکھیں

Marfat.com

تاکہ قلعہ حوادثات و آفات سے مامون و محفوظ رہے اور وہیں سکونت بھی اختیار کریں کیونکہ آپ وہاں کے صاحبِ ولایت ہیں اور حضرت مخدوم صاحب قدس سرہٗ نے اپنے دست مبارک سے ایک اینٹ عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اس کو اپنے ہاتھ سے قلعہ کی بنیاد میں رکھیں۔

چنانچہ آپ اپنے پیر بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں وہاں تشریف لے گئے اور سکونت اختیار فرماکر قلعہ کی بنیاد ۷۶۰ھ بمطابق ۱۳۵۸ء میں اس اینٹ سے رکھی جو مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت فرمائی تھی۔ پھر اس معاملہ کی حقیقت کی طرف متوجہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر قدس سرہٗ کو بے خبری میں لوگوں نے بیگار میں پکڑ لیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا ہوا تھا اور کوئی شخص ان کو پہچانتا نہیں تھا۔ وہ باطنی تصرف سے قلعہ کی بنیاد کو ہر شب گرادیتے تھے۔ امام رفیع الدین صاحب نے اس معاملہ کو معلوم کر کے اپنے بھائی کے قصور کی معذرت چاہی۔ شیخ بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے رفیع الدین! آپ کے لحاظ و خوشنودی کے لئے یہ شہر آباد رہے گا ورنہ قیامت تک میں اس کو آباد نہ ہونے دیتا۔ اس کے بعد جب قلعہ مذکور مکمل ہوگیا تو سلطان نے فرمایا کہ یہ قلعہ حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے آباد ہوا ہے اس لئے وہ وہیں سکونت اختیار کریں اور اس کی آمدنی کو اپنے فقراء پر صرف کریں۔ اس دن سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اسلاف نے اس شہر سرہند میں سکونت اختیار کر لی اور اس طرح حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس شہر سہرند یعنی شیروں کے مسکن کو فاروقی شیروں کا مسکن بنادیا۔

امام رفیع الدین قدس سرہٗ نے اپنی بقیہ زندگی وہیں گذاری اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک شہر کے باہر تھا لیکن اب کثرت آبادی کے باعث شہر کے اندر آگیا ہے۔ (زبدۃ المقامات ص ۹۰، عمدۃ المقامات ص ۱۰۱ اور روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۲۳)

Marfat.com

سرہند شریف کی فضیلت اور خصوصیات

اس شہر کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ یہاں سے تقریباً چھ سات کوس کے فاصلہ پر براس نامی ایک قصبہ آباد ہے جہاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو چند انبیائے کرام علیہم السلام کے مزارات بذریعہ کشف معلوم ہوئے۔ان انبیائے کرام کے وجودِ مسعود کے نورِ سعادت نے بھی اس سرزمین کو متبرک بنا دیا ہے۔

سرہند شریف کے افضل مقام ہونے کے متعلق خود امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل شہر سرہند میری جائے پیدائش ہے گویا میرے لئے ایک گہرے اور تاریک کنوئیں کو پُر کر کے اس پر ایک بلند چبوترہ بنایا گیا ہے اور اس کو اکثر شہروں اور مقاموں پر فضیلت بخشی گئی ہے اور اس زمین میں بے صفتی اور بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور پر رکھا گیا ہے اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک ومقدس زمین سے روشن ہو رہا ہے''

(مکتوب نمبر ۲۲، دفتر دوم)

برِصغیر پاک وہند کا یہی وہ تاریخی اور مقدس مقام ہے جو اس خانوادہ فاروقی کا مسکن بنا اور یہیں سے بعد میں تجدید واحیائے دین کی کرنیں اطراف واکنافِ عالم میں ضوفگن ہوئیں۔جس مبارک ہستی نے اس شہر کو دوامی شہرت سے ہمکنار کیا اور جو مجدد الف ثانی کے لقب سے ملقب ہوئی۔اس کے اسلاف میں ایسے صاحبِ دل بزرگ بھی ہوئے ہیں جو اس کی بنیاد رکھے جانے کے وقت سے ہی دین ومعرفت کی راہیں دکھاتے اور ایک عالم کو اپنے باطنی فیوض سے متمتع کرتے رہے ہیں۔

Marfat.com

امامِ ربانی کے والد گرامی

حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ الصمدانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے والد گرامی تھے۔ آپ اپنے زمانے کے علامۂ وقت تھے، آپ سے بڑے بڑے علما وفضلا نے سندِ تلمذ حاصل کی اور طالبانِ سلوک بھی آپ کی خدمت میں رہ کر کثیر برکات سے فیضیاب ہوئے اور کمال کے درجوں تک پہنچے۔ آپ کتب تصوف مثلاً عوارف المعارف، فصوص الحکم وغیرہ کا نہایت ذوق وشوق سے درس دیتے تھے اس لئے ارباب ذوق وشوق کثیر تعداد میں دُور دور سے آتے اور مستفیض ہوتے تھے۔ عالموں اور فقیروں کے پیشوا شیخ میرک جوشہزادہ داراشکوہ کے استاد تھے علمِ ظاہری و باطنی میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ (روضۃ القیومیہ ص ۳۰)

حضرت مخدوم قدس سرہٗ اتباعِ سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کا کمال درجہ کا خیال رکھتے تھے۔ آپ کوئی سنت سننِ عادت میں سے بھی ترک نہ کرتے تھے۔ لباس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے یہاں تک کہ آپ تہبند باندھتے اور نعلین ذوقبالین (دو تسمے والے جوتے) پہنتے اور عبادات مسنونہ کے بعد دعواتِ ماثورہ اور بعض وظائف و اوراد بھی پڑھا کرتے تھے۔ (روضۃ القیومیہ ص ۳۲)

علمِ شریعت وطریقت میں آپ نے کئی رسالے تصنیف فرمائے جن میں اسرار التشہد اور کنوز الحقائق مشہور ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ حِکَم و دقائق اور اسرار وحقائق آپ نے ان میں تحریر فرمائے ہیں سب الہامی ہیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (روضۃ القیومیہ ص ۳۳)

اولادِ امجاد

حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کے سات صاحبزادے تھے۔ ان میں سے چوتھے یعنی منجھلے صاحبزادے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی قدس سرہٗ ہیں۔ چنانچہ مراتب حساب

Marfat.com

میں بھی چوتھا مرتبہ الف یعنی ہزار کا ہے تو حضرت موصوف مجدد الف ہوئے اور جیسا کہ آفتاب سب ستاروں سے انور واعظم ہے اور اس کا مقام فلکِ رابع ہے لہٰذا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بھی مثلِ شمس ہیں۔ (عمدۃ المقامات ص ۱۲۴)

حضرت مجدد کی سجادہ نشینی

مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ نے وفات سے قبل اپنے تمام فرزندوں، خلفا اور معاصر علمائے کرام کو جمع کر کے سب کی موجودگی میں سلسلہ چشتیہ وسہروردیہ کے وہ تبرکات جو انہیں اپنے اجداد سے اور حضرت رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئے تھے، نیز جو تبرکات حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ نے مرحمت فرمائے تھے وہ سب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو عنایت فرمائے اور سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ کی نسبت خاص بھی القا فرمائی اور خانقاہ کی خلافت بھی تفویض فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

(روضۃ القیومیہ اول ص ۳۳، ۷۰)

امامِ ربانی کے والدِ گرامی کا وصال

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ حضرت والد صاحب کی زبانِ مبارک سے بارہا یہ الفاظ سننے میں آتے رہتے تھے کہ محبتِ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایمان کی حفاظت اور حُسنِ خاتمہ میں بہت بڑا دخل ہے۔ میں نے نزع کے وقت آپ کو یہ بات یاد دلائی تو فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہ محبت اہل بیت میں سرشار ہوں اور نعمت الٰہی کے اس دریا میں مستغرق ہوں۔

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ — کہ بر قولِ ایمان کنی خاتمہ

آپ نے اسّی ۸۰ سال کی عمر میں ۱۷ رجب ۱۰۰۷ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مطلع انوار شہر سرہند کے جانب شمال تقریباً ایک میل کے فاصلے واقع ہے۔

Marfat.com

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے سوانحی حالات

ولادت باسعادت

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اسمِ گرامی احمد، لقب بدرالدین اور کنیت ابوالبرکات ہے۔ آپ کے معروف القابات قیوم زماں، امام ربانی اور مجدد الف ثانی ہیں۔ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو سرہند شریف میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ مذہباً سنی حنفی، مسلکاً نقشبندی، نسباً فاروقی اور مولداً سرہندی تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۷ یا ۲۹ واسطوں سے امیرالمومنین سیدنا حضرت عمر فاروقِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

ولادت سے متعلق واقعات

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت بعض عجیب وغریب واقعات ظہور میں آئے۔

(۱) آپ کی والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ فرماتی ہیں میرے فرزند شیخ احمد کی ولادت کے بعد مجھ پر نیم بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگئی تو دیکھتی ہوں کہ:

"بہت سے اولیائے اُمت میرے گھر تشریف فرمائیں
اور مبارک باد دے رہے ہیں"۔

(۲) آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

"میں نے اپنے فرزند 'احمد' کے یومِ ولادت کو حالت
کشف میں دیکھا کہ حضورانور علیہ الصلوٰۃ والسلام
تشریف فرما ہیں اور نو مولود شیخ احمد کے کانوں میں
اذان وتکبیر کہہ رہے ہیں"

بچپن کی بعض خصوصیات

حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو شروع ہی سے کمال درجہ کی اتباعِ سنت کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ سنت کے مطابق مختون پیدا ہوئے اور عام بچوں کی طرح کبھی ننگے نہ ہوئے۔ اگر بول وبراز کے موقع پر اتفاقاً بھی کبھی آپ کا بدن [illegible]

Marfat.com

ننگا ہو جاتا تو بڑی جلدی سے بدن کو ڈھانپ لیتے، آپ کبھی نہ روتے بلکہ ہر وقت خوش وخرم اور خنداں رہتے۔ (روضۃ القیومیہ ص۵۹)

حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض

ایک مرتبہ آپ زمانہ رضاعت میں علیل ہو گئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہٗ حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ کو دعا ودم کرانے کی غرض سے اپنے گھر لیکر آئے۔ انہوں نے دم کرنے کے بعد بہت دعائیں دیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس بچے کی عمر دراز کرے، یہ تو عالم باعمل اور عارفِ کامل ہے۔ بزرگوں کی بڑی تعداد اس سے فیض حاصل کرے گی اور تاقیامِ قیامت اس کی ہدایت و ارشاد کا نور روشن رہے گا، یہ بدعت وگمراہی دور کریگا اور سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کریگا۔ بعدازاں حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرطِ محبت سے اپنی زبانِ مبارک آپ کے دہن مبارک میں دیدی تو حضرت مجدد الف ثانی نے شاہ صاحب کی زبان کو خوب چوسا اور اپنے منہ میں دبائے رکھا۔ آخر حضرت شاہ کمال فرمانے لگے کہ بابا بس کرو اتنا ہی کافی ہے کچھ ہماری اولاد کے لیے بھی چھوڑ دو، تم نے تو ہماری ساری نسبت ہی کھینچ لی۔ (روضۃ القیومیہ ص۵۹)

تعلیم وتربیت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو ابتدا میں جب مکتب میں بٹھایا گیا تو آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ بعدازاں اپنے والد ماجد سے تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے اور یہ علوم بھی جلدی ہی حاصل کر لئے۔ حضرت مخدوم کی توجہ کی برکت سے ایسی فتح وکشادگی حاصل ہوئی کہ بڑے بڑے دقیق مسائل کو آپ بآسانی حل فرمادیا کرتے اور جہاں کہیں دقیق عبارت ہوتی تو آپ اسے نہایت وضاحت کے ساتھ حل کر کے حاشیہ پر تحریر فرمادیتے۔ غرضیکہ اکثر علوم تو آپ نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے ہی پڑھے تھے اور بعض اس زمانے کے علمائے کبار سے بھی حاصل کئے۔ چنانچہ مولانا کمال الدین سیالکوٹی علیہ الرحمہ کی خدمت میں معقولات ومنقولات کی چند مشکل کتب عضدی

Marfat.com

وغیرہ پڑھیں۔ حضرت مولانا کمال الدین سیالکوٹی اپنے زمانے کے اکابر علما میں سے تھے اور صاحبِ تحقیق وتدقیق اور صاحبِ ورع وتقویٰ تھے۔ نیز آپ نابغۂ روزگار مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے استاد بھی تھے۔

بعض کتب احادیث شیخ یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشمیری سے پڑھیں۔ شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ معظم وقطبِ مکرم شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا میں سے تھے جنھوں نے حرمین شریفین کے کبار محدثین امام ابنِ حجر مکی وعبدالرحمٰن بن فہد مکی وغیرہ سے حدیث پڑھی تھی، کہا گیا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ان سے طریقۂ کبرویہ میں بیعت کر کے طریقہ بھی حاصل کیا اور تفسیرِ واحدی ودیگر موءلفاتِ واحدی مثل بسیط ووسیط واسبابِ نزول اور تفسیرِ بیضاوی ودیگر تصنیفاتِ بیضاوی مثل منہاج الوصول وغایۃ القصویٰ وغیرہ اور صحیح بخاری ودیگر تصنیفاتِ امام بخاری مثل ثلاثیاتِ امام بخاری وادب المفرد وافعال العباد وتاریخ وغیرہ اور مشکوٰۃ تبریزی، شمائلِ ترمذی، جامع صغیر سیوطی، قصیدہ بُردہ شیخ سعید بوصیری اور حدیث مسلسل کی روایت واجازت مع اسناد عالمِ ربانی قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اور قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں کی اجازت مع حدیثِ مسلسل شیخ عبدالرحمٰن بن فہد سے حاصل کی تھی۔ شیخ عبدالرحمٰن بن فہد اور ان کے آباواجداد اس بلاد کے کبارِ محدثین میں سے تھے اور ان کا گھر بیت الحدیث مشہور تھا۔

درس وتدریس

مذکورہ بالا کتابوں کی تکمیل کر لینے کے بعد ایک دن آپ نے فرمایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ مجھے طبقہ محدثین میں داخل کر لیا گیا ہے۔ غرضیکہ سترہ سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مسندِ افادہ پر متمکن ہو گئے اور مختلف ممالک سے صدہا طلبہ جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ رات دن درس وتدریس کا مشغلہ جاری تھا اور حلقہ حدیث وتفسیر گرم رہتا تھا، چنانچہ آپ کی درسگاہ سے بہت لوگ فارغ التحصیل ہوئے۔

Marfat.com

سندِ مصافحہ

مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ حضرات القدس فرماتے ہیں کہ
''حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو چار شخصوں کے واسطے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصافحہ نصیب ہوا جس کی ترتیب یہ ہے: حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ، نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا اور انہوں نے حافظ سلطان ادھمی رحمۃ اللہ علیہ سے جن کی عمر ایک سودس سال کی تھی اور انہوں نے شیخ محمود الفرازی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سعید معمن حبشی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف مصافحہ حاصل کیا ہے۔

(حضرات القدس ص ۹، روضۃ القیومیہ ص ۴۱)

اکبر آباد کا سفر

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا عین شباب تھا اور ابھی علم کی تحصیل سے فارغ ہوئے کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ کو اکبر آباد کے علما وفضلا کی شہرت کا علم ہوا جو اکبر بادشاہ کا پایہ تخت اور دارالحکومت تھا۔ حضرت موصوف نے وہاں جانے کا ارادہ کیا۔ اکبر آباد میں قیام کے چند ہی روز بعد آپ کے علم وفضل کی اتنی شہرت ہوئی کہ بڑے بڑے علما حدیث وتفسیر کی کتابوں کی سند آپ سے حاصل کرنے میں اپنی سعادت سمجھنے لگے اور آپ کی شاگردی پر فخر کرنے لگے۔ غرضیکہ آپ کے درس میں بہت سے علما وفضلا حاضر ہوتے اور فیض حاصل کرتے۔ اس طرح حضرت کے علم وفضل کا شہرہ اس درجہ ہوا کہ عوام وخواص حیران رہ گئے۔

ابوالفضل وفیضی سے ملاقات

جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی شہرت علما ومشائخ سے ارا کینِ سلطنت اور وزراء تک پہنچی تو وہ بھی حضرت کی خدمت میں حاضری دینے لگے، چنانچہ ابوالفضل وفیضی بھی آپ کی شہرت سُن کر مشتاق ملاقات ہوئے اور بہت کوشش کی کہ کسی طرح حضرت ان کے گھر تشریف لائیں لیکن کوئی صورت کارگر نہ ہوئی، آخر یہ دونوں بھائی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور بہت اخلاص ظاہر کیا۔ حضرت موصوف،

Marfat.com

سنتِ نبوی صلوٰۃوَسَلامہٗ کے مطابق ان کے ساتھ نہایت شفقت ومہربانی سے پیش آئے، انہوں نے دعوت قبول فرمانے کے لئے اصرار کیا تو آپ نے بھی قبول فرمالیا۔ چنانچہ دوسرے دن حضرت ان کے ہاں تشریف لے گئے اور ان دونوں بھائیوں نے حسبِ دستور نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ مراسمِ ضیافت ادا کئے اور شاگردوں کی طرح خدمت بجالاتے رہے۔ بعدازاں آمدورفت اور تحفہ تحائف کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۳۱)

علمی کمال

اسی زمانے میں ابوالفضل اور فیضی نے تفسیر بے نقط مسمی بہ ''سواطع الالہام'' لکھنی شروع کی لیکن ایک مقام پر پہنچ کر یہ دونوں بھائی عاجز ہوگئے کیونکہ اس تفسیر میں جس صنعت (یعنی بے نقط الفاظ) کا التزام کیا تھا اس میں مضمون مرتب نہیں ہو رہا تھا۔ بہت سے علما سے مشورہ کیا لیکن کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ آخر مجبور ہوکر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں اپنی عاجزی کا اعتراف کیا اور مضمون کی ترتیب کی درخواست کی۔ اگرچہ آپ کو بے نقط عبارت لکھنے کا کبھی موقع نہ ملا تھا لیکن ان کی درخواست پر اس مقام کے مناسب نہایت فصیح وبلیغ بے نقط عبارت تحریر فرمادی۔

غرضیکہ اس طرح کے متعدد واقعات اور کشف وکرامات کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے علم وفضل کا سکہ عوام وخواص کے علاوہ ارا کینِ سلطنت کے دلوں میں بھی بیٹھتا گیا اور آپ نہایت درجہ مقبول اور معزز ومکرم ہوگئے۔

ابوالفضل وفیضی سے نفرت

لیکن جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ابوالفضل وفیضی سے اس طرح کی اکثر ملاقاتیں ہوئیں اور حضرت کو ان کے عقائدِ باطلہ کا علم ہوا تو آپ کا ان سے اختلاف ہوگیا جو آہستہ آہستہ نفرت میں بدل گیا۔ ظاہر ہے کہ اپنے پیارے اور محترم بزرگوں کی شان میں گستاخی کون برداشت کرسکتا ہے۔ پھر اگر کوئی شخص اس سے بھی بڑھ جائے اور دینِ اسلام اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف بکواس اور کفر کی حمایت کرنے لگے تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

Marfat.com

جیسی ذاتِ گرامی "جو کامل و مکمل محی سنت اور ماحی بدعت تھی"، کس طرح برداشت کر سکتی تھی چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا ابوالفضل و فیضی سے مناظرہ بھی ہوا جس میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو بالکل واضح کامیابی اور فتح مبین حاصل ہوئی۔

اکبر کی بے راہ روی

جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ولادت ہوئی تو مغل بادشاہ اکبر ہندوستان پر حکمران تھا۔ تاریخی لحاظ سے ابتدا میں اکبر ایک مخلص مسلمان کی حیثیت سے نظر آتا ہے۔ بعد ازاں وہ مختلف الفکر علما، زعما، مشیروں اور بے دین مفکرین کی صحبت و مجالس کے نتیجے میں ایک گمراہ بادشاہ کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اکبر کے مشیروں میں ابوالفضل اور فیضی جیسے لوگ شامل تھے جو اسلام کی روحانی و ایقانی عظمتوں کے منکر تھے۔ اس گمراہی کے نتیجہ میں اکبری دین الٰہی کا آغاز ہوا۔ جس میں اسلام کے سراسر خلاف احکام صادر کئے گئے۔ اکبر کو "خلیفۃ اللہ" کہا جانے لگا۔ گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی گئی۔ خنزیر اور کتوں کا احترام شروع ہوا۔ شراب اور جوا عام ہو گیا۔ عورتوں کو بے حجابی کی راہ پر ڈالا گیا۔ زمین بوسی کے نام سے بادشاہ کو تعظیمی سجدہ کا آغاز کیا گیا۔ علما سے لیکر عوام الناس تک سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے۔ مساجد و مدارس کو مسمار کیا گیا۔ شعائر اسلام کا بر سرِ عام مذاق اڑایا جانے لگا۔ ان خرابیوں کا باعث علمائے دین کی باہمی چپقلش، دنیا سے محبت، مختلف ادیان سے وابستہ لوگوں کی اکبر سے خصوصی و عمومی ملاقاتوں کا اثر تھا۔ بالخصوص اکبر کی جہالت و بے علمی کی بنا پر ہندو عورتوں سے شادیاں کرنے کا بڑا عمل دخل تھا اور ان سب عوامل کی روشنی میں قومی حکومت کے قیام، ہندوؤں سے ہر قسم کی مفاہمت، متحدہ ہندوستانی قومیت کی پالیسی اور اکبر کی ریاستی اختراعیں عوام الناس کو اسلام سے برگشتہ کرنے کا باعث بنیں۔

انہی حالات کے سدِ باب کے لئے خداوند قدوس نے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو پیدا فرمایا۔ آپ نے تعلیم و تربیت اور مشائخ امت سے فیضیاب ہو کر اکبری دور کی تمام خرابیوں کا بھرپور مقابلہ کیا۔ آپ کے کارناموں کا نکتہ آغاز اسلامی حکومت کا قیام، ہندوؤں

Marfat.com

سے قطع تعلق، دین اسلام میں در آنے والی بدعات کا قلع قمع کرنا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے شریعت وطریقت، سیاست وحکومت اور معاشرتی واخلاقی برائیوں کے خاتمہ کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں۔ آپ کی انہی ہمہ جہت کوششوں کا نتیجہ ہے کہ شاجہاں اور عالمگیر بادشاہ نے اسلامی معاشرے کے قیام میں بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت مجدد کی شادی

چونکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو اکبر آباد میں اقامت پذیر ہوئے ایک عرصہ گزر گیا تھا اس لئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے والد ماجد مخدوم شیخ عبد الاحد قدس سرہٗ آپ کے اشتیاقِ محبت میں آگرہ تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنکر شہر کے اکثر علما وفضلا اور اراکین سلط[illegible]ب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں سے بعض نے عرض کیا کہ ضعفِ پیری اور بُعدِ مسافت کے باوجود آپ نے بہت تکلیف فرمائی۔ حضرت مخدوم نے فرمایا، کیا کروں فرزند شیخ احمد کی محبت کھینچ لائی ہے۔

حضرت مخدوم کو حضرت مجدد الف ثانی سے بے حد محبت تھی اور وہ ان کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اس لئے مزید مفارقت گوارا نہ فرمائی اور ان کو اپنے ساتھ لیکر سرہند شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ دہلی اور سرہند کے سفر کے دوران جب شہر تھانیسر سے گزر ہوا تو وہاں کے رئیس شیخ سلطان نے جو بادشاہ کے بڑے مقرب اور علاقہ تھانیسر کے حاکم تھے نہایت اعزاز واکرام سے اپنے ہاں مہمان رکھا۔

انہی دنوں شیخ سلطان عالم رویا میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری بیٹی اس زمانے میں سب سے زیادہ نیک خاتون ہے تم اس کا نکاح میرے فرزند اور نائب شیخ احمد سے کر دو۔ اس میں تمہارے لئے اور تمہاری بیٹی کے لئے بڑی سعادت ہے۔

شیخ سلطان نے تین مرتبہ اس طرح کے خواب دیکھے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ شریف بھی دکھایا گیا، اس وقت سے شیخ سلطان، حضرت موصوف کی تلاش میں

Marfat.com

کوشاں تھے۔ حسنِ اتفاق کہ جب یہ دونوں آفتاب و ماہتاب وہاں پہنچے تو شیخ سلطان نے ان کو پہچان لیا اور اپنے ہاں مہمان رکھا اور جب ان حضرات کے زہد و تقویٰ اور علم و فضل سے متاثر ہو کر یقین ہو گیا کہ واقعی یہی وہ بزرگ ہیں، جن کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے تو شیخ سلطان نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے اس خواب اور اپنے ارادہ کا تذکرہ کیا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فرمالیا۔ چنانچہ مسنون طریقہ پر نکاح کی رسم ادا کی گئی۔ اور دلہن کو لے کر سرہند تشریف لے آئے۔

فتوحاتِ ربانی

شادی کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے پاس ظاہری مال و دولت کی بہت فراوانی ہو گئی۔ اپنی جدی حویلی کو چھوڑ کر ایک اور حویلی بنوائی جہاں اب حضرت موصوف کا روضہ انور ہے، اس وقت یہی آپ کی اولاد کا محلّہ تھا۔ حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔ جب کبھی اپنے بھائیوں کو یاد فرماتے تو پرانی حویلی والے فرمایا کرتے، اسی وجہ سے آپ کے بھائیوں کی اولاد کا لقب پرانی حویلی والے پڑ گیا۔ اس طرح حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے شادی کے بعد مالدار ہونے کی سنت بھی ادا ہو گئی۔ یعنی جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح کر لیا تو اپنا تمام مال آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ اس طرح آپ کو ظاہری غنا حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی (اور آپ کو حاجت مند پایا، غنی کر دیا)۔ (روضۃ القیومیہ ص ۶۸، ۶۹) (سورہ والضحیٰ آیت ۸)

اکبر آباد سے واپسی اور شادی کے بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ ہی کی خدمت میں رہے اور باطنی کمالات کا فیض حاصل کیا حتی کہ جب حضرت مخدوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ اپنے تمام فرزند و اصحاب کے سامنے خرقہ خلافت جو سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں اپنے آباو اجداد سے حاصل تھا اور وہ خرقہ خلافت جو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا تھا اور وہ خرقہ خلافت جو سلسلہ عالیہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

سے حاصل ہوا تھا سب کچھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو عنایت فرما کر اپنا قائم مقام اور جانشین قرار دیا۔ (روضۃ القیومیہ ص ۰۷)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا عزم سفرِ حج

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو اگرچہ شروع ہی سے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کا شوق شب و روز بے چین رکھتا تھا لیکن اپنے والد بزرگوار کو بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کر کے ان کی خدمت سراپا برکت سے طویل عرصہ کے لئے جدا ہونا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ بالآخر جب حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ ۱۰۰۷ھ میں رحلت فرما گئے تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ۱۰۰۸ھ میں سفرِ حجاز کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ دہلی پہنچے تو وہاں کے علما و فضلا ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ ان میں مولانا حسن کشمیری بھی تھے جو حضرت موصوف کے پرانے احباب میں سے اور حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مخلصین میں سے تھے۔ انہوں نے دورانِ گفتگو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مناقب اور کرامات بیان کیں اور کہا کہ اس وقت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت جیسا کثیر البرکت کوئی اور نظر نہیں آتا، آپ کی ایک نظر و توجہ میں طالبانِ حق کو وہ فیض حاصل ہوتا ہے جو دوسرے طریقوں میں چلّوں اور ریاضتِ شاقہ سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

قبل ازیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بہت تعریف اور اس سلسلہ کے بزرگوں کے حالات سن رکھے تھے اور اپنے والد ماجد کے ذوق و شوق کا اس سلسلہ عالیہ کے متعلق مشاہدہ فرما چکے تھے اور کتابوں میں بھی اس سلسلہ کے اوصاف ملاحظہ فرمائے تھے اور خود آپ اس نسبتِ بلند کے ساتھ استعداد اتم و اکمل رکھتے تھے۔ اپنے دوست مولانا حسن کشمیری کی تحریک پر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ فرمالیا اور فرمایا کہ

Marfat.com

اس سفر حجاز کا تحفہ اس سے بہتر اور کیا ہو گا کہ میں اس مقتدا سے نقشبندی بزرگوں کا ذکر و مراقبہ حاصل کر کے اس پر عمل کروں۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۳۹)

چنانچہ آپ کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی شرف ملاقات کا کمال درجہ اشتیاق ہوا اور آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا حسن کشمیری نے تعارف کرایا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ارادہ سفر حجاز کے متعلق بھی عرض کیا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نہایت مہربانی اور شفقت سے پیش آئے اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ اگرچہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ خود کسی سے اخذ طریقہ والتزامِ صحبت کے لئے اظہار نہیں فرماتے تھے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بلند استعداد اور اعلیٰ قابلیت ملاحظہ فرما کر آپ سے ارشاد فرمایا اگرچہ آپ اس مبارک سفر کا ارادہ رکھتے ہیں تاہم اگر چند روز ہمارے مہمان رہیں، کم از کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ ہی سہی تو کیا حرج ہے؟ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہفتہ خانقاہ شریف میں قیام کا ارادہ کر لیا اور رفتہ رفتہ یہ قیام دو اڑھائی ماہ تک طویل ہو گیا۔ (ایضاً ص ۱۳۹)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت

ابھی خانقاہ شریف میں دو دن بھی نہ گذرے تھے کہ آپ پر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے تصرف و کشش کے آثار اور اخذِ طریقہ حضرات خواجگانِ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے ذوق وشوق نے غلبہ کیا یہاں تک کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے بیعتِ توبہ اور اخذِ طریقہ کی درخواست کی۔ بغیر اس کے کہ جانبین استخارہ فرمائیں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر (ماہ ربیع الثانی ۱۰۰۸ھ میں) بیعت کیا، اور ذکر تلقین فرما کر توجہاتِ عالیہ سے ایسا مشرف فرمایا کہ اسی وقت آپ کا قلب ذکر الٰہی سے جاری ہو گیا اور ذکرِ قلبی میں عجیب و غریب لذت و حلاوت اور آرام محسوس ہونے لگا، پھر دن بدن بلکہ آناً فاناً ترقیاتِ عالیہ میں عروج اور

Marfat.com

فیوضاتِ متعالیہ کا ظہور ہوتا رہا، چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے سبقت لے گئے مثلاً قطبیت، فردیت، قیومیت، خلت، طینت، اصالت، محبوبیتِ ذاتی، سابقیت اور تجدیدِ الف ثانی قدس سرہٗ سب کچھ حاصل کرلیا۔ غرضیکہ یا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو خانہ کعبہ کے طواف کا ذوق وشوق تھا یا راہ میں ہی خود صاحب خانہ مل گیا اور روضہء منورہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کے انوار سے نور وضیا حاصل کرنے جا رہے تھے کہ اثناء سفر ہی میں اقتباسِ انوارِ صاحب روضہء مطہرہ نصیب ہوگیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۴۰)

سُبْحَانَ اللہِ فَسُبْحَانَ اللہِ

حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہٗ کے وصال کے بعد چونکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے ملاقات اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شرف بیعت وخلافت کی سعادت حاصل ہوگئی تھی، نیز یہ کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ وقت کے تقاضوں کے عین مطابق احیائے دین، ترویج سنت اور اشاعتِ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر پوری طرح گامزن تھا اس لئے آپ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا قدرتی طور پر غلبہ ہوگیا اور یہی آپ کا پسندیدہ مسلک رہا۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے اور آپ کی توجہات کے باعث حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے جوہر چمک اٹھے۔ دو ماہ اور چند روز کی توجہ اور صحبت کے باعث کشتی امید ساحل مراد پر جا لگی اور وہ منصب جلیل آپ کو حاصل ہوگیا جو قسام ازل نے آپ کے لئے مقرر فرمایا ہوا تھا۔

دہلی کا دوسرا سفر

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی زیارت کا اشتیاق موجزن ہوا تو آپ سرہند سے دہلی تشریف لائے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے مع اپنے خلفا ومریدین آپ کا استقبال کیا اور نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ خانقاہ شریف میں ٹھہرایا۔

اس مرتبہ آپ نے اپنے پیر بزرگوار کی خدمت میں مدت تک قیام کیا اور

Marfat.com

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت سے آپ کا مقام ومرتبہ مزید بلند ہوا اور پہلے کی نسبت بہت ترقی حاصل ہوئی۔

ادب واحترام شیخ

ان مقاماتِ بلند اور فضائل ارجمند کے باوجود آپ اپنے پیر بزرگوار کے ادب کی رعایت اس درجہ کرتے تھے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ صاحبِ زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خود مجھ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف وتوصیف کرنے کے بعد فرمایا کہ آپ (حضرت مجدد علیہ الرحمہ) باوجود علو مرتبت و کثرت فضیلت، اپنے پیر دستگیر کے ادب کی کمال حد تک رعایت کرتے تھے اور خواجہ علیہ الرحمہ کے مریدوں میں آپ جیسا کوئی شخص نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اوروں سے پہلے آپ کو برکات نصیب ہوئے۔ نیز خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ ہاشم کشمی سے یہ بھی فرمایا کہ جن دنوں حضرت خواجہ علیہ الرحمہ اپنے خلیفہ عالی درجات یعنی تمہارے شیخ پر نہایت التفات رکھتے تھے اور ان کی توقیر واحترام میں کمال مبالغہ کرتے تھے، مجھے آپ کے بلانے کے لئے بھیجا۔ جونہی میں نے آپ سے کہا کہ آپ کے پیر دستگیر آپ کو طلب کرتے ہیں، آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور خوف وبیم سے اس قدر مضطرب ہوئے کہ قریب تھا کہ رعشہ طاری ہو جاتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ جو میں نے سنا تھا کہ اہل قرب کو حیرانی زیادہ ہوتی ہے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۴۸)

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا وصال

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۰۹ھ میں دوسری مرتبہ اور ۱۰۱۲ھ میں تیسری مرتبہ دہلی کا سفر کیا اور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فیوض وبرکات حاصل کئے۔ ۱۰۱۲ھ ہی میں آپ اپنے مرشد گرامی کے حکم سے لاہور تشریف لائے کہ یہاں بھی دین متین کی تبلیغ فرمائی جائے۔ لاہور میں علماء ومشائخ نے آپ کے ورودِ مسعود کا زبردست خیر

مقدم کیا۔ اسی قیامِ لاہور کے دوران آپ کو یہ روح فرسا خبر پہنچی کہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۰۱۲ھ کو مرشد گرامی خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا دہلی میں وصال ہو گیا ہے۔ آپ تڑپ اٹھے اور اضطراری حالت میں عازم دہلی ہو گئے۔ مخدوم زادوں اور حاضرین بارگاہ سے تعزیت فرمائی۔ مرشد گرامی قدر کے ارشاد و وصیت اور برادرانِ طریقت کے اصرار پر حضرت خواجہ کی جگہ آپ کو تربیت وارشاد کی محفل گرم رکھنی پڑی۔

عطائے خرقہ غوث الوراء

اسی سال غوث اعظم، سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا خرقہ مقدسہ حضرت شاہ سکندر قادری کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ (المتونی ۱۰۲۳ھ) کی معرفت آپ کو پہنچا۔ شاہِ بغداد، غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خرقہ اپنے لائق فرزند، حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۲ھ) کو دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس امت میں ایک بزرگ کو خلعت تجدید و قیومیت سے نوازا جائے گا، جو دین کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا، ہمارا یہ خرقہ اس مردِ حق آگاہ تک پہنچایا جائے۔ ان دنوں یہ خرقہ شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی تحویل میں تھا۔ موصوف کو ان کے جد امجد شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین مرتبہ خواب میں حکم دیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہٗ (المتوفی ۵۶۱ھ) کا یہ مبارک خرقہ شیخ احمد سرہندی کو پہنچا دو۔ چنانچہ آپ نے سرہند شریف حاضر ہو کر اپنے جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل فرمائی۔

نظر بندی

۱۰۲۸ھ میں وزیر اعظم کی تیار کردہ سازش کے تحت بادشاہ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو اشتیاق زیارت کے بہانے شاہی دربار میں طلب کیا۔ آپ پانچ مریدوں کو ساتھ لے کر جہانگیر بادشاہ کے دربار میں تشریف لے گئے۔ درباری معمول کے خلاف نہ بادشاہ کو سجدہ کیا نہ آپ دوسرے خلافِ شرع آداب بجا لائے۔ اس موقع پر وزیرِ اعظم نے آپ کے خلاف بادشاہ کو بھڑکانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن سرکاری علما بھی آپ کے کسی فعل کو خلافِ شرع اور قابلِ گرفت ثابت کرنے سے عاجز رہے۔ جہانگیر جو آپ کو سجدے کا حکم

Marfat.com

دے چکا تھا اور اُس پر بخوبی واضح ہو گیا تھا کہ یہ فاروقی مجدد گردن تو کٹوا سکتا ہے لیکن مخلوق کے سامنے کسی قیمت پر سر نہیں جھکا سکتا، اس نے اپنی خفت مٹانے اور اپنی مغرور رگِ شاہی کو تسکین دینے کی خاطر آپ کو نظر بند کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ جمادی الاخریٰ ۱۰۲۸ھ مطابق مئی ۱۶۱۹ء کو حق وصداقت کا یہ بیباک نقیب اور دین برحق کا علمبردار گوالیار کے قلعے میں قید کر دیا گیا۔ آپ نے قید و بند کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔

گوالیار کے قلعے میں ہزاروں ہندو مقید تھے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ سے وہ مشرف با اسلام ہوئے اور سینکڑوں ان میں سے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

نظر بندی سے رہائی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر بندی کا علم جب اُن اراکین سلطنت اور گورنروں کو ہوا جو آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے تو وہ بھڑک اُٹھے اور بادشاہ کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنے کی خاطر ان کے درمیان خط و کتابت شروع ہو گئی۔ آخر کار طے پایا کہ مہابت خاں حاکمِ کابل بغاوت کریں اور دیگر حکام فوج اور خزانے سے ان کی مدد کریں گے۔ دیگر ملحقہ مسلم ممالک کے بادشاہوں نے بھی مدد کرنے کی حامی بھر لی اور مہابت خان ایک لشکرِ جرار لے کر کابل سے آگرے کی جانب روانہ ہو گیا۔ مولانا محمد داؤد امرتسری بن مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہما کی تحقیق کے مطابق اثنائے راہ میں مہابت خاں کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا مکتوب گرامی ملا کہ آپ حضرات بادشاہ کے خلاف مطلقاً کسی قسم کی حرکت نہ کریں اور رضائے الٰہی پر راضی رہیں۔ چنانچہ آپ کا ارشادِ عالی سن کر مہابت خان واپس چلا گیا۔

صاحب روضۃ القیومیہ کے نزدیک مذکورہ واقعہ یوں ہے کہ جب مہابت خاں کی بغاوت اور لشکر کشی کا جہانگیر کو علم ہوا تو اُسے بھی فوج لے کر نکلنا پڑا۔ دریائے جہلم کے قریب دونوں فوجوں کا رن پڑا۔ چونکہ اس تصادم کی اصل وجہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نظر

Marfat.com

بندی تھی۔ اور جہانگیر کی فوج میں آپ کے بکثرت مرید تھے، اس لئے شاہی لشکر نے مقابلے میں کوئی سرگرمی دکھانے کی بجائے اُلٹا جہانگیر کو ایک عجیب چال کے ذریعے گرفتار کرلیا۔ وزیراعظم اور جہانگیر نے مہابت خاں سے معافی مانگی اور حضرت مجددعلیہ الرحمہ کو رہا کرنے کا وعدہ کرلیا۔ اس مرحلے پر بعض اُمراء حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو تاج وتخت کا مالک بنانا چاہتے تھے لیکن بادشاہ بننا تو دور کی بات تھی آپ نے قید سے رہا ہونا بھی پسند نہ فرمایا بلکہ مہابت خان کے لئے پیغام بھیجا کہ فتنہ دفع کرو اور حسبِ سابق بادشاہ کے اطاعت گزار رہو۔ جب مہابت خان نے جہانگیر کو اس مردِ حق آگاہ کا پیغام سنایا تو اس کی آنکھوں کے آگے سے اندھیرا دور ہونے لگا۔ نقشبندی مرد کامل کی عظمت اس کے دل کی گہرائیوں میں سمانے لگی۔ کدورت کے گھٹا ٹوپ بادل چھٹنے لگے اور دل کی دنیا میں عقیدت کا سیلاب اُمڈ آیا۔ بادشاہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے کے ساتھ حضرت امام ربانی کو رہا کرنے کا وعدہ کیا تو مہابت خان نے بادشاہ کی اطاعت قبول کرلی۔

Marfat.com

شرائطِ رہائی

بادشاہ نے وفورِ جذبات سے مجبور ہو کر شوقِ زیارت میں حضرت امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو قلعہ گوالیار سے باہر تشریف لانے کی دعوت دی مگر آپ نے غیر مشروط طور پر رہا ہونا پسند نہ فرمایا بلکہ اس کے برعکس آپ نے حسب ذیل چند شرائط پیش کیں، جنہیں بادشاہ نے منظور کرلیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:۔

۱۔ تعظیمی سجدہ موقوف کیا جائے۔

۲۔ گاؤکشی کی آزادی ہو۔ سرِ بازار گائے کا گوشت بیچنے کی عام اجازت ہو۔

۳۔ بادشاہ اور ارا کینِ سلطنت دربارِ عام کے دروازے پر ایک ایک گائے اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اور اُن کا بھنا ہوا گوشت سب مل کر سرِ دربار کھائیں۔

۴۔ ملک میں جتنی مساجد شہید کی گئی ہیں اُنھیں دوبارہ تعمیر کروایا جائے۔

۵۔ دربارِ عام کے قریب ایک مسجد تعمیر کی جائے، جس میں بادشاہ اور ارکانِ دولت نماز ادا

کیا کریں۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں مطلوبہ مسجد تیار ہوئی اور بادشاہ نے اراکین سلطنت کے ساتھ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

۶۔ ہر شہر اور قصبے میں دینی تعلیم و تدریس کے مدارس قائم کیے جائیں۔

۷۔ ہر شہر میں محتسب، مفتی اور قاضی مقرر کیے جائیں۔

۸۔ کفار پر جزیہ لگایا جائے۔

۹۔ جتنے خلاف شرع قوانین رائج ہیں انھیں یک قلم موقوف و منسوخ کیا جائے۔

۱۰۔ جاہلیت کی تمام رسمیں مٹادی جائیں۔ (تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ)

آپ کی پیش کردہ تمام شرائط بادشاہ جہانگیر نے غیر مشروط طور پر منظور فرمالیں اور آپ کی رہائی کے احکام صادر فرمادیے۔

قید سے رہائی کا واقعہ بھی آپ کی روشن کرامت ہے۔ بادشاہ جہانگیر نے خواب دیکھا، خواب کیا دیکھا قسمت جاگ اٹھی، دیکھا کہ سید الخلائق اشرف الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم بطور تاسف کے اپنی انگلی دانتوں میں دبائے فرمارہے ہیں کہ جہانگیر! تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کردیا۔ اِس خواب کے فوراً بعد حق و صداقت کے بیباک نقیب، سرمایہ ملت کے نگہبان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو قید و بند کی صعوبتوں سے رہائی کا حکم صادر ہوا۔

(تذکرہ امامِ ربانی ص ۲۵۶)

لشکرِ جہانگیر کی معیت

جہانگیر نے آپ کی رہائی کا حکم صادر کرنے کے بعد آپ کو اختیار دیا کہ آپ چاہیں تو شاہی لشکر میں رہیں یا جہاں جی چاہے رہیں۔ آپ نے کچھ عرصہ شاہی لشکر میں رہنا پسند فرمایا کیونکہ ایک وہ وقت تھا کہ آپ نے شاہی سپاہ میں تبلیغ و اشاعتِ دین پر اپنے خلیفہ بدیع الدین سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا تھا، اب فوج میں خود تبلیغ کرنے اور براہِ راست بادشاہ کو راہِ ہدایت دکھانے کا موقع غنیمت سمجھا۔ دربار میں آنا جانا اور خلوت و جلوت میں بادشاہ سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ جہانگیر کے دماغ میں جو

Marfat.com

شاہی غرور اور ملکہ نور جہاں کے رفض کا فتور تھا۔ وہ آپ کی صحبت کیمیا اثر سے آہستہ آہستہ کافور ہوتا چلا گیا۔ جھکنے پر مجبور کرنے والا اب خود جھکنے پر مجبور تھا

جہانگیر چونکہ شاہی دبدبے کے پیش نظر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے معاندانہ سلوک کر چکا تھا اور آپ کی شان میں متعدد گستاخیاں بھی کر بیٹھا تھا، اُن کے پیش نظر اب اُسے شرمسار ہونا پڑتا تھا۔ چونکہ اب وہ آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو چکا تھا، اس لئے اپنی مغفرت کیلئے بارہا التجا کیا کرتا تھا۔ روضۃ القیومیہ کی شہادت ہے کہ ایک مرتبہ ایسے ہی موقع پر آپ نے جہانگیر کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں اُس وقت تک جنت میں قدم نہ رکھوں گا جب تک تمہیں ساتھ نہ لے لُوں۔

شہزادہ خرم جو بعد میں شاہجہان کے لقب سے تخت نشین ہوا، آپ کا انتہائی عقیدت مند تھا اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی اسیری کے ایام میں کئی مرتبہ اپنے والد سے حضرت کے متعلق بطریق احسن جھگڑ چکا تھا۔

۱۰۳۰ھ میں جب بادشاہ عازم لاہور ہوا تو آپ کا بھی لاہور میں ورود مسعود ہوا اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے آپ نے اس شہر کو بھی نوازا۔ یہاں آپ نے لاہور کی قطبیت شیخ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمائی۔ لاہور سے بادشاہ کی معیت میں سرہند شریف واپسی ہوئی۔ سرہند میں شاہی خیمے نصب ہوئے تو آپ نے بادشاہ کی ضیافت فرمائی اور جتنے دن بادشاہ کا اس قصبے میں قیام رہا بادشاہ جہانگیر اصرار کر کے حضرت کی خانقاہ کا کھانا ہی کھاتا رہا۔ بادشاہ کہا کرتا تھا کہ ایسا لذیذ کھانا میں نے زندگی میں کبھی نہیں کھایا۔ یہ اس مردِ حق آگاہ کی کرامت تھی ورنہ ایک درویش کے گھر میں لذیذ کھانے کہاں؟ یہاں سے بادشاہ عازم دہلی ہوا اور حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو بھی اپنے ہمراہ رکھا۔ وہاں سے بنارس اور پھر اجمیر شریف جانا ہوا۔ یہاں کافی عرصہ قیام رہا۔

Marfat.com

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کو خلعت قیومیت سے نوازا جانا

اِسی سال قیام اجمیر کے وقت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مرید ہوئے اور چند ماہ بعد سرہند شریف میں خلافت سے نوازے گئے۔ اسی قیام اجمیر کے دوران آپ نے اپنے دو فرزندوں یعنی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۰۷۹ھ) اور خواجہ محمد سعید (المتوفی ۱۰۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ کو اجمیر شریف طلب کیا جہاں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو نسبت خاصہ اور خلعتِ قیومیت سے سرفراز فرمایا گیا اور محبوبیت ذاتی بھی عطا فرمائی گئی جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور آپ کے فرزندوں کے سوا بارگاہ رسالت سے کسی ولی کو عطا نہیں فرمائی گئی۔ اس کے بعد آپ نے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حضور مسندِ ارشاد پر بٹھا کر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور تمام مریدین وخلفا کو حکم دیا کہ ان سے بیعت کریں۔ اس کے بعد اگر کوئی مرید ہونے آتا تو آپ اُسے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے اور خود کسی کو مرید نہ کرتے۔ غرضیکہ خانقاہ کے تمام معاملات اُن کے سپرد کردیے گئے تھے۔

وصال سے تقریباً ایک سال قبل آپ نے بادشاہ سے رخصت حاصل کی اور سلطان الہند، خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۲ھ) کے دربار میں حاضری کی غرض سے حسب معمول تشریف لے گئے۔ یہ ۱۰۳۳ھ کا واقعہ ہے۔ اس مرتبہ آپ حضرت خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی آرامگاہ کے قریب کافی دیر مراقب رہے اور رخصت کے وقت آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے شایانِ شان حق مہمانی ادا فرمایا ہے۔ اُنھوں نے کیا دیا اور انہوں نے کیا لیا؟ یہ لینے والا جانے یا دینے والا۔ یہاں سے آپ عازمِ سرہند ہوئے۔ اہل سرہند نے آپ کا فقید المثال استقبال کیا۔

اولادِ امجاد

اللہ رب العزت نے حضرت امامِ ربّانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سات صاحبزادے عطا فرمائے اور تین صاحبزادیاں۔ جملہ حضرات کے مختصر حالات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

اِن کی پیدائش ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ جدِّ امجد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ ان کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ ۱۰۰۸ھ میں اپنے والدمحترم کے ساتھ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور نسبت حاصل کی۔ قلوب و قبور کے کشف میں خاص کمال حاصل تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں علومِ عقلیہ ونقلیہ کی سندِ فراغت حاصل کی۔ جمعۃ المبارک کے روز جمادی الاخریٰ ۱۰۲۱ھ کو اکیس سال کی عمر میں اپنے والدمحترم سے خلعتِ خلافت پائی۔ ۱۰۲۵ھ میں وفات پائی۔ وصال کی تاریخ ''روز دوشنبہ نہم ربیع الاول'' سے بھی نکلتی ہے۔ چونکہ فضل وکمال میں یگانہ تھے اس لیے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ انھیں آنکھ کا تارا شمار کرتے تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جگر کا ٹکڑا قرار دیتے تھے۔

خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

انکا لقب خازن الرحمۃ ہے۔ شوال ۱۰۰۵ کو ولادت با سعادت ہوئی۔ معقولات ومنقولات خصوصاً فقہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ۱۰۶۷ھ میں اپنے بھائیوں اور احباب واقارب کے ساتھ حجِ بیت اللہ اور زیاراتِ روضہ مطہرہ سے مشرف ہوئے۔ اسی موقع کے متعلق ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ قیامِ مدینہ طیبہ کے دوران سر کی آنکھوں سے آٹھ مرتبہ فخرِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تھی۔ یہ بھی صاحب کشف و کرامت اور والدمحترم کی مقدس نشانی تھے۔ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

۱۱ شوال المکرم ۱۰۰۷ھ کو ان کی ولادت ہوئی۔ پیدائشی ولی تھے۔ دورانِ شیر خوارگی رمضان المبارک کے مہینے میں دن کے وقت دودھ نہیں پیا کرتے تھے۔ صورت اور سیرت میں اپنے والدِ محترم سے کمال مشابہت رکھتے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور تین ماہ میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔ آپ کے دور میں ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ بمطابق نومبر ۱۶۲۷ء کو بادشاہ جہانگیر کا لاہور میں انتقال ہوا تو آپ نے اُس کی

Marfat.com

مغفرت کی بشارت دی۔ ۱۰۴۰ھ میں آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا ۱۰۴۸ھ میں روشن آرا بیگم اور شاہی خاندان کے دیگر کئی افراد کو شرف بیعت نصیب ہوا۔ ۱۰۶۷ھ میں اپنے دو بھائیوں اور ہزاروں مریدوں سمیت حج بیت اللہ اور زیارت روضہء مطہرہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے سات ہزار خلفا اور نو لاکھ مرید تھے۔ مکتوباتِ معصومیہ کے نام سے آپ کے مکتوباتِ عالیہ تین جلدوں میں ہیں۔ جملہ مکتوبات کی تعداد ۶۵۲ ہے۔ آپ کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ کہتے ہوئے جانِ عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔ روشن آرا بیگم نے اپنی جیب خاص سے مزار تعمیر کروایا اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ نے "نورِ عالم رفت" اور "عالم تاریک باشد" سے تاریخ وفات نکالی۔

خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ

ان کی پیدائش ۱۰۱۰ھ میں ہوئی تھی بچپن ہی سے صاحب استعداد اور کشف و کمال کی دولت سے بہرہ ور تھے۔ ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف سدھارے تھے۔

خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ان کی پیدائش ۱۰۱۷ھ میں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خواہش پر امام ربانی علیہ الرحمہ نے آپ کا یہ نام رکھا۔ ابھی یہ چار سال کے تھے کہ کرامتوں کا ظہور شروع ہو گیا۔ اپنے حقیقی برادر مکرم، خواجہ محمد فرخ رحمتہ اللہ علیہ سے چند گھنٹے قبل، ۷ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو اس جہان فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف سدھارے تھے۔

خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

ان کی پیدائش اور وفات کی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی، صرف اتنا معلوم ہے کہ کھلنے سے پہلے ہی گلستان مجدد کی یہ نوخیز کلی، ایامِ شیر گی میں لقمہء اجل ہو گئی تھی۔

Marfat.com

خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

ان کی ولادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ آپ کا نام الہامی ہے۔ آپ شکل و شباہت میں اپنے والد محترم سے کمال مشابہت رکھتے تھے۔ قرآن کریم بچپن ہی میں حفظ کرلیا تھا۔ آپ کا نکاح خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔ ۱۰۶۷ھ میں اپنے بھائیوں کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارتِ روضہء مطہرہ کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ میں وصال ہوا۔

بی بی رقیہ رحمۃ اللہ علیہا

ان کے متعلق ماسوائے اس کے کچھ بھی معلوم نہیں کہ ایامِ شیر خوارگی میں وفات پائی تھی۔

بی بی اُمِ کلثوم رحمۃ اللہ علیہا

یہ خواجہ محمد فرخ رحمتہ اللہ علیہ سے چھوٹی تھیں اور خواجہ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے بڑی۔ انہوں نے چودہ سال کی عمر میں ۸ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو وفات پائی۔

بی بی خدیجہ بانو رحمۃ اللہ علیہا

یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے مولانا عبد القادر رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہوئیں۔ ان کے تین صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہوئیں۔ پیدائش اور وفات کی تاریخیں تشنہ تحقیق ہیں۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تعلیمات
(مکتوبات کی روشنی میں)

عقائد اہل سنت والجماعت

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی نے اپنے مکتوبات میں عقایدِ اہل سنت و جماعت کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے۔ ان مکتوبات کا مطالعہ عقائد کی درستی کے لئے نہایت ضروری ہے، اس کے علاوہ مختلف مکتوبات میں عقائد کے متعلق مختلف عنوانات کا مفصل ذکر ہے چنانچہ حسب توفیق کچھ عنوانات کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

توحید

توحید سے مراد یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف توجہ کرنے سے بالکل خالی ہو جائے۔ جب تک دل ماسوائے حق میں گرفتار ہے اگرچہ بہت ہی تھوڑا سا ہو وہ شخص توحید والوں میں سے نہیں ہے۔ اس دولت کے حاصل کئے بغیر اللہ تعالیٰ کو ایک کہنا اور ایک جاننا ارباب اصول کے نزدیک فضول ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۱۱ دفتر اول)

نوٹ: مکتوب نمبر ۲۶۶، دفتر اول، مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم اور مکتوب نمبر ۱۷ دفتر سوم میں عقائد اہل سنت و جماعت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ان مکتوبات شریف کا مطالعہ ایمان وایقان کی پختگی کے لئے ضروری ہے۔

اسم اللہ کی تعظیم کی برکات

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ قضائے حاجت کیلئے بیت الخلا تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں مٹی کا ایک پیالہ پڑا ہوا دیکھا جس پر اسم اللہ نقش تھا۔ آپ نے اس پیالہ کو وہاں سے اٹھایا اور واپس تشریف لائے اور پانی منگا کر اپنے دستِ مبارک سے اس کو دھویا اور اچھی طرح پاک کیا۔ خدام نے ہرچند اس پیالہ کو پاک کرنے کے لئے عرض کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ پھر اس پیالہ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر اونچی جگہ رکھ دیا اور

Marfat.com

جب پانی پینا چاہتے تو اسی پیالہ میں پیتے۔ چنانچہ اس تعظیم کی برکت کی وجہ سے جناب باری عَزَّ اِسْمُہٗ کی جانب سے ندا آئی کہ جس طرح تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہے، اسی طرح ہم نے بھی تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں معظم بنا دیا ہے۔ اس کے بعد آپ فرماتے تھے کہ اس عمل نے جس قدر فیوض و برکات پہنچائے وہ صد سالہ ریاضت و مجاہدہ سے بھی ناممکن تھے۔

(حضرات القدس ص ۸۷)

کلمہ طیبہ کے فضائل و برکات

ایک روز بتقریب تکرار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ اے کاش تمام عالم اس کلمہ طیبہ کے مقابلہ میں دریائے محیط کے ساتھ قطرہ ہی کی مناسبت رکھتا۔ یہ کلمہ مقدسہ جامع کمالاتِ ولایت ہے۔ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار کلمہ طیبہ کہنے والا کیونکر جنت میں داخل ہو جائے گا اور جہنم کے خلود سے کس طرح رہائی پالے گا اور مجھ کو تو ایسا محسوس و مشہود ہوتا ہے کہ اگر تمام عالم صرف ایک دفعہ کلمہ طیبہ کہنے پر بخش دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو عین ممکن ہے۔ اگر اس کلمہ طیبہ کی برکات تقسیم کی جائیں تو اس سے تمام عالم ابدالآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے لیکن اس کلمہ کی برکت پڑھنے والوں کو حسبِ استعداد و مرتبہ ہی پہنچتی ہے۔ (زبدۃ المقامات ص ۲۰۰)

اتباع سنت کا اہتمام

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں ایک شب بھولے سے بائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ سونے میں ابتدا دائیں پہلو سے کرنا سنتِ اجماعی ہے جو ترک ہو گئی ہے۔ نفس نے کاہلی سے ظاہر کیا کہ سہو اور نسیان سے جو چیز سرزد ہو جائے وہ معاف ہے لیکن میں فوراً اٹھا اور پھر دائیں پہلو پر لیٹ گیا جس کے بعد بکثرت فیوض و برکات اور اسرار و عنایات مجھ پر ظاہر ہوئے اور ندا آئی کہ اس سنت کی رعایت کی برکت سے آخرت میں تجھ کو کسی طرح کا عذاب نہیں دیا جائے گا۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۸۰)

Marfat.com

ادنیٰ درجہ کے ادب کی رعایت

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت معارف تحریر کرنے میں مصروف تھے کہ یکا یک پیشاب کے سخت تقاضے سے بیت الخلا میں تشریف لے گئے اور جلدی ہی واپس آگئے، آتے ہی پانی کا لوٹا منگایا اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کو دھویا پھر بیت الخلا تشریف لے گئے۔ جب آپ فارغ ہوکر آئے تو فرمایا کہ میں پیشاب کے تقاضے سے جلدی میں چلا گیا تھا اور پاخانہ گاہ میں بیٹھا ہی تھا کہ میری نظر ناخن کی پشت پر پڑی کہ وہ سیاہی کا نقطہ جو قلم کا امتحان کرتے وقت انگوٹھے پر لگ گیا تھا چونکہ وہ بھی اسباب کتابت حروفِ قرآنی سے تھا۔ اس کے ساتھ وہاں بیٹھنا رعایتِ ادب کے خلاف جانا، اگر چہ پیشاب کا غلبہ اور تقاضا سخت تھا مگر وہ تکلیف اس ترکِ ادب کی تکلیف سے کم درجہ کی تھی۔ فوراً باہر آیا اور اس سیاہی کے نقطے کو دھو کر پھر گیا۔

(زبدة المقامات ص ۱۹۳)

مستحبات کی رعایت

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بندہ خدمت عالی میں حاضر تھا کہ حضرت نے مولانا صالح ختلانی سے فرمایا کہ تھیلی میں سے چند لونگیں نکال کر لاؤ۔ وہ چھ لونگیں نکال کر لائے۔ آپ نے ناراض ہوکر فرمایا کہ یہ صوفی ہیں جنہیں ابھی تک یہ بھی نہیں معلوم کہ اَللّٰہُ وِتْرٌ'' وَیُحِبُّ الْوِتْر ، اس لئے وتر کی رعایت مستحباب میں سے ہے۔ معلوم نہیں لوگوں نے مستحب کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ اجی یہ مستحب اللہ تعالیٰ کا پسند کیا ہوا ہے اور فرمایا کہ میں استحباب کی رعایت اس درجہ رکھتا ہوں کہ منہ دھوتے وقت بھی یہ کوشش کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسار پر پانی پہنچے کیونکہ یہ بھی مستحبات سے ہے۔ (زبدة المقامات ص ۱۹۴)

منقول ہے کہ ایک دن آپ اپنے بستر پر تشریف فرما تھے کہ یکا یک گھبرا کر نیچے اتر آئے اور فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ بستر کے نیچے کوئی کاغذ ہے۔ ہر چند یہ معلوم نہ تھا کہ اس پر کیا لکھا ہوا ہے مگر آپ نے اس پر بیٹھنے کو بھی ترکِ ادب خیال فرمایا۔ (زبدة المقامات ص ۱۹۴)

Marfat.com

نیز ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے بیت الخلا جاتے ہوئے بھولے سے اول داہنا پاؤں رکھ دیا جس کی وجہ سے اس دن کئی احوال مجھ پر بستہ ہو گئے۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۹۳)

ایسے ہی ایک دفعہ ایک حافظ قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ میرے نیچے فرش زیادہ ہے اور اس کلام مجید پڑھنے والے کے نیچے کم ہے۔ پس آپ نے جلدی سے اپنے نیچے سے اس فرش کو ہٹا دیا۔

کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی روح

قرآن مجید کی تلاوت یا طولِ قرأت کے ساتھ نماز کا ادا کرنا یا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ کی تکرار کرنا، ان تین چیزوں میں سے ایک میں ضرور مشغول رہیں، اور کلمہ لَا سے اپنے نفس کی خواہشات کے معبودوں کی نفی کرنی چاہیے اور اپنی تمام مرادوں اور مقاصد کو دور کرنا چاہئے، اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی الوہیت کا دعویٰ کرنا ہے۔ سینہ کی وسعت میں کسی مراد کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے اور کوئی ہوس قوتِ خیالیہ میں نہیں رہنی چاہیے تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو جائے۔ اپنی مراد کا طلب کرنا گویا اپنے مولیٰ کی مراد کو دفع کرنا اور اپنے مالک کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے۔ اس امر میں اپنے مولیٰ کی نفی اور خود مولیٰ بننے کا اثبات ہے۔ اس امر کی برائی اچھی طرح معلوم کر کے اپنی الوہیت کے دعوے کی نفی کرو تاکہ تمام ہوا و ہوس سے کامل طور پر پاک ہو جاؤ اور طلبِ مولیٰ کے سوا تمہاری کوئی مراد نہ رہے۔ تمام نفسانی خواہشوں کو جو جھوٹے خدا ہیں لا کے نیچے لا کر سب کی نفی کر دو اور کوئی مراد سینے میں نہ رہنے دو حتیٰ کہ میری خلاصی بھی جو اس وقت تمہارے اہم مقاصد میں سے ہے۔ تمہاری مراد و مطلوب نہ ہو اور حق تعالیٰ کی تقدیر، فعل اور ارادہ پر راضی رہو اور کلمہ طیبہ کے اثبات کی جانب میں غیب ہویت کے سوا جو تمام معلومات و متخیلات کے وراء الوراء ہے کچھ نہ رہے۔ (مکتوب نمبر ۲ دفتر سوم)

خلقتِ انسانی سے مقصود

خلقتِ انسانی سے مقصود بندگی کے وظائف کو ادا کرنا اور حق تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ ہونا ہے اور یہ مطلب اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ظاہری اور

Marfat.com

باطنی طور پر سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل تابعداری نہ کریں۔ حق تعالیٰ ہم کو اور آپ کو قول وفعل اور ظاہر و باطن میں عملی اور اعتقادی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تابعداری عطا فرمائے، آمین یارب العالمین

بعد از خدائے ہر چہ پرستند ہیچ نیست بے دولت است آنکہ ہیچ اختیار کرد

حق تعالیٰ کے سوا جو کچھ مقصود ہے وہی معبود ہے، غیر کی عبادت سے اس وقت نجات ملتی ہے جبکہ حق تعالیٰ کے سوا کچھ مقصود نہ رہے۔ (مکتوب نمبر ۱۱۰ دفتر اول)

ماسویٰ اللہ کے ساتھ قلبی تعلق تمام باطنی امراض کی جڑ ہے

''باطنی امراض کی جڑ دراصل اندرونی بیماریوں کے رئیس دل کا ماسوائے حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتار ہونا ہے۔ جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر آزادی حاصل نہ ہو جائے ایمان کی سلامتی محال ہے کیونکہ شرک کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اعلیٰ میں ہرگز دخل نہیں ہے، اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (خبردار! اللہ تعالیٰ کیلئے خالص دین ہی ہے) پس جب شریک کو محبت میں غالب کر لیا جائے تو وہاں ایمان کا کیا حال ہوگا، یہ کس قدر بے حیائی ہے کہ غیر کی محبت کو اسقدر غالب بنا لیا جائے کہ حق تعالیٰ کی محبت اس کے مقابلہ میں معدوم یا مغلوب ہو جائے، اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ (حیا ایمان کا ایک جزو ہے) میں شاید اسی حیا کی طرف اشارہ ہو۔ اور دل کے گرفتار نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ ماسوائے حق کو کلی طور پر بھول جائے اور تمام اشیاء سے بے خبر ہو جائے حتیٰ کہ تکلف سے بھی اشیاء کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئیں۔

بلا اور مصیبت ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں

''اگر کوئی بلا اور مصیبت پہنچتی تو فرماتے یہ ہمارے شامتِ اعمال سے ہے اور اس کا تدارک آپ خیر خیرات سے کرتے اور اُسے ترقی کا زینہ سمجھتے۔

ایک روز ایک شخص نے پوچھا کہ سلطانِ وقت نے ترکِ ادب کر کے آپ کے ساتھ

Marfat.com

جوایذارسانی کا معاملہ کیا اس کا سبب کیا تھا؟ فرمایا اس کا باعث یہی ہمارے اعمال وافعال تھے اور یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمائی وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (جو کچھ مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے)۔ (الشوریٰ آیت ۳۰)

باوجود کثرتِ عمل کے دید قصورِ اعمال آپ پر غالب تھا اور دوستوں کو بھی آپ اسی کی ہدایت کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ عُجب (خود پسندی) عمل صالح کو اس طرح نابود کردیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو اور عُجب پیدا ہونے کی صورت یہ ہے کہ عامل کی نظر میں اس کا عمل اچھا معلوم ہو۔ اس لئے چاہئے کہ اس وقت اپنی برائیوں کو یاد کرے اور حسنات کو ان سے متہم کرے اور اس پر شرمندہ ہو اور فرماتے کہ ایک جماعت ایسی بھی ہے کہ قصور اعمال کی دید اس پر اس قدر غالب ہے کہ وہ اپنے کاتب یمین کو بیکار و معطل سمجھتے ہیں اور کاتب شمال کو ہمیشہ کام میں مشغول جانتے ہیں۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۱۲)

Marfat.com

اتباعِ سنت کے مدارج

آنحضرت ﷺ کی متابعت جو دینی اور دنیاوی سعادتوں کا سرمایہ ہے، کئی درجے اور مرتبے رکھتی ہے۔

اتباعِ سنت کا پہلا درجہ

اتباعِ سنت کا پہلا درجہ اہلِ اسلام کے لئے ہے یعنی تصدیقِ قلبی کے بعد اور اطمینان نفس سے پہلے۔ یہ درجہ ولایت سے وابستہ ہے، اس درجہ میں احکامِ شرعیہ کا بجالانا اور سنت سنیہ کی متابعت کرنا ہے اور علمائے ظاہر اور عابد و زاہد لوگ جن کا معاملہ ابھی تک اطمینانِ نفس تک نہیں پہنچا ہوتا وہ سب متابعت کے اس درجہ میں شریک ہیں اور اتباع کی صورت کے حاصل ہونے میں برابر ہیں اور چونکہ اس مقام میں نفس ابھی کفر وانکار پر ہی اڑا ہوتا ہے اس لئے یہ درجہ متابعت کی صورت کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ یہ متابعت کی صورت متابعت کی حقیقت کی طرح آخرت کی کامیابی اور نجات اور خلاصی کا موجب اور دوزخ کے عذاب سے بچانے والی اور جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دینے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال کرم سے نفس کے انکار کا اعتبار نہ کر کے تصدیقِ قلبی پر کفایت فرمائی ہے اور نجات کو اس تصدیق پر وابستہ کیا۔

اتباعِ سنت کا دوسرا درجہ

آنحضرت ﷺ کے اُن اقوال و اعمال کا اتباع ہے جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً اخلاق کا درست کرنا اور بُری عادتوں کا دور کرنا اور باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا رفع کرنا وغیرہ وغیرہ جو مقامِ طریقت سے متعلق ہیں۔ اتباع کا یہ درجہ اربابِ سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو طریقہ صوفیہ کو شیخ مقتدا سے اخذ کر کے سیر الی اللہ کی وادیوں اور جنگلوں کو قطع کرتے ہیں۔

Marfat.com

اتباعِ سنت کا تیسرا درجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احوال واذواق ومواجید کی اتباع ہے جو ولایت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں، یہ درجہ ان ارباب ولایت کے ساتھ مخصوص ہے جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہیں۔ جب کسی کو مرتبہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے تو اس کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور وہ بغاوت وسرکشی سے باز آجاتا ہے اور انکار سے اقرار میں اور کفر سے اسلام میں آجاتا ہے۔ اس وقت جو کچھ متابعت کرتا ہے وہ متابعت کی حقیقت ہوتی ہے، اگر نماز ادا کرتا ہے تو متابعت کی حقیقت بجالاتا ہے اور اگر وہ روزہ رکھتا ہے یا زکوٰۃ دیتا ہے تو اس کا بھی یہی حال ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس، تمام احکامِ شریعت کے بجالانے میں متابعت کی حقیقت شاملِ حال ہوتی ہے۔

اتباعِ سنت کا چوتھا درجہ

کمالاتِ ولایت خاصہ کے حاصل ہونے کے بعد نفس کے مطمئن ہونے اور اعمالِ صالحہ کی حقیقت کے بجالانے کا جو درجہ ہے وہ متابعت کا چوتھا درجہ ہے۔ پہلے درجہ میں اس اتباع کی صورت تھی اور یہاں اس اتباع کی حقیقت ہے۔ اتباع کا یہ چوتھا درجہ علمائے راسخین شکر اللہ سعیھم کے ساتھ مخصوص ہے جو اطمینان نفس کے بعد متابعت کی حقیقت کی دولت سے متحقق ہیں۔ اگرچہ اولیاء اللہ کو قلب کی تمکین کے بعد بھی تھوڑا سا اطمینان نفس حاصل ہوتا ہے لیکن کمال اطمینان، نفس کو کمالاتِ نبوت کے حاصل کرنے میں حاصل ہوتا ہے کہ ان کمالات سے علمائے راسخین کو وراثت کے طور پر حصہ حاصل ہوتا ہے۔ پس علمائے راسخین نفس کے کمال اطمینان کے باعث شریعت کی حقیقت سے جو دراصل اتباع کی حقیقت ہے، متحقق ہوتے ہیں اور دوسروں کو چونکہ یہ کمالات حاصل نہیں ہوتے اسلئے کبھی وہ شریعت کی صورت سے متلبس اور کبھی اس کی حقیقت سے متحقق ہوتے ہیں۔

اتباعِ سنت کا پانچواں درجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ان کمالات کا اتباع ہے جن کے حاصل ہونے میں علم وعمل کا دخل نہیں بلکہ ان کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم پر موقوف ہے، یہ درجہ

Marfat.com

نہایت ہی بلند ہے، اس درجہ کے مقابلہ میں پہلے درجوں کی کچھ حقیقت نہیں، یہ کمالات اولوالعزم پیغمبروں کے ساتھ بالاصالت مخصوص ہیں اور دوسرے لوگوں کو تبعیت اور وراثت کے طور پر حاصل ہیں، دیکھئے اس دولت سے کس کو مشرف فرماتے ہیں۔

اتباعِ سنت کا چھٹا درجہ

آنحضرت ﷺ کے ان کمالات کا اتباع ہے جو آنحضرت ﷺ کے مقامِ محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جس طرح پانچویں درجہ میں کمالات کا فیضان محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر تھا، اس چھٹے درجہ میں ان کمالات کا فیضان محض محبت پر موقوف ہے جو تفضّل واحسان سے برتر ہے۔ اتباعِ سنت کا یہ درجہ بھی بہت ہی کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پہلے درجے کے سوا اتباعِ سنت کے یہ پانچ درجے مقاماتِ عروج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کا حاصل ہونا صعود پر وابستہ ہے۔

اتباعِ سنت کا ساتواں درجہ

یہ وہ درجہ ہے جو نزول و ہبوط سے تعلق رکھتا ہے۔ اتباعِ سنت کا یہ ساتواں درجہ پہلے تمام درجات کا جامع ہے کیونکہ اس مقامِ نزول میں تصدیق قلبی بھی ہے اور تمکین قلبی بھی اور نفس کا اطمینان بھی، اور اجزائے قالب کا اعتدال بھی ہے جو بغاوت وسرکشی سے باز آگئے ہیں۔ پہلے درجے گویا اتباعِ سنت کے اجزاء ہیں اور یہ درجہ ان اجزاء کے کُل کی مانند ہے۔ اس مقام میں تابع اپنے متبوع کے ساتھ اس قسم کی مشابہت پیدا کر لیتا ہے کہ گویا تبعیت کا نام ہی درمیان سے اُٹھ جاتا ہے اور تابع و متبوع کی تمیز دور ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تابع متبوع کی طرح جو کچھ لیتا ہے اصل سے لیتا ہے۔ گویا دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ہم آغوش و ہمکنار اور ایک ہی مسند پر ہیں اور شیر وشکر کی طرح ہیں، معلوم نہیں ہوتا کہ تابع کون ہے اور متبوع کون اور تبعیت کس کے لئے ہے۔ نسبت کے اتحاد میں تغائر (غیر ہونے) کی کچھ گنجائش نہیں۔

عجب معاملہ ہے، اس مقام میں جہاں تک غور کی نظر سے مطالعہ کیا جاتا ہے

Marfat.com

تبعیت کی نسبت کچھ نظر نہیں آتی اور تابعیت ومتبوعیت کا امتیاز ہرگز مشہود نہیں ہوتا۔ البتہ اس قدر فرق ہے کہ اپنے آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیلی اور وارث جانتا ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ تابع اور ہوتا ہے اور طفیلی و وارث اور۔ اگرچہ تبعیت کی قطار میں سب برابر ہیں لیکن تابع میں بظاہر متبوع کا پردہ درکار ہے اور طفیلی و وارث میں کوئی پردہ درکار نہیں۔ تابع پس خوردہ کھانے والا ہے اور طفیلی ضمنی ہمنشین ہوتا ہے۔ غرضیکہ جو دولت آئی ہے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے آئی ہے، یہ امتوں کی سعادت ہے کہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے طفیل اس دولت سے حصہ پاتی ہیں اور ان کا پس خوردہ تناول کرتی ہیں۔

درقافلہ کہ اوست دانم نرسم　　ایں بس کہ رسد ز دور بانگِ جرسم

کامل تابعدار وہ شخص ہے جو اتباعِ سنت کے ان ساتوں درجوں سے آراستہ ہو، اور وہ شخص جس میں اتباعِ سنت کے بعض درجے ہیں اور بعض نہیں ہیں، درجوں کے فرق کے بموجب مجمل طور پر تابع ہے، علمائے ظاہر پہلے درجہ پر ہی خوش ہیں، کاش یہ لوگ درجہ اول کو ہی سرانجام دے لیں، انہوں نے اتباعِ سنت کو صورتِ شریعت پر موقوف رکھا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور امر خیال نہیں کرتے اور طریقہء صوفیہ کو جو درجاتِ اتباعِ سنت کے حاصل ہونے کا واسطہ ہے بیکار تصور کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علما ہدایہ اور بزوری کے سوا کسی اور امر کو اپنا پیرو مقتدا نہیں جانتے۔ (مکتوب نمبر ۵۴ دفتر دوم)

شریعت مدارِ نجات ہے

نجات کا طریق اور عذابِ الٰہی سے خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحبِ شریعت علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کی اتباع ہے۔ استاد و پیر اس لئے پکڑتے ہیں تاکہ وہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت حاصل ہو جائے، نہ یہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں، پیر اُن کے لئے ڈھال بن جائیں گے اور عذاب سے بچا لیں گے۔ ایسا خیال کرنا ایک فضول اور بیکار آرزو ہے، وہاں محشر میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ کر سکے گا اور

Marfat.com

جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوئی اس کی شفاعت نہیں کرے گا اور عمل پسندیدہ اس وقت ہونگے جبکہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ شریعت کی اتباع کے ہوتے ہوئے اگر کوئی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہو گا تو اس کا تدارک شفاعت سے ہو سکے گا۔

(مکتوب نمبر ۴۱ دفتر سوم)

شریعت کی جامعیت

حق تعالیٰ شریعت مصطفوی ﷺ کے سیدھے راستہ پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرما کر اپنی بارگاہِ مقدس کی طرف پوری طرح متوجہ کر لے۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتدال کے طور پر تمام اسمائی و صفاتی کمالات کے جامع اور تمام اسمائی و صفاتی کمالات کا مظہر ہیں۔ وہ کتاب (قرآن مجید) جو آپ پر نازل ہوئی ہے ان تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے جو تمام انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی ہیں اور نیز وہ شریعت جو آنحضرت ﷺ کو عطا ہوئی ہے تمام گزشتہ شریعتوں کا خلاصہ ہے اور وہ اعمال جو اس شریعت حقہ کے موافق ہیں سب سابقہ شریعتوں کے اعمال بلکہ فرشتوں کے اعمال سے بھی منتخب ہیں کیونکہ بعض فرشتوں کو رکوع کا حکم ہے اور بعض کو سجدے کا اور بعض کو قیام کا اور ایسا ہی گزشتہ امتوں میں سے بعض کو صبح کی نماز کا حکم تھا اور بعض کو دوسری نمازوں کا۔ اس شریعت میں گذشتہ امتوں اور مقرب فرشتوں کے اعمال کا خلاصہ و زبدہ (خالص و عمدہ حصہ) انتخاب کر کے ان کے بجالانے کا حکم فرمایا۔ پس اس شریعت کو سچا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا درحقیقت تمام شریعتوں کی تصدیق کرنا اور ان کے موافق عمل بجالانا ہے پس ثابت ہوا کہ اس شریعت کی تصدیق کرنے والے تمام امتوں سے بہتر ہوں گے اور اسی طرح اس شریعت کا جھٹلانا اور اس کے مطابق عمل نہ کرنا گزشتہ تمام سابقہ شریعتوں کو جھٹلانا اور ان (جھٹلانے والوں) کے موافق عمل کرنا ہے۔ ایسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا تمام اسمائی و صفاتی کمالات کا انکار کرنا ہے اور حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق ان سب کی تصدیق ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور اس شریعت کی تکذیب کرنے والے تمام امتوں

Marfat.com

میں سے بدتر ہوں گے۔ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا (سورۃ توبہ آیت ۹۷)
(اعرابی کفرو نفاق میں بڑے سخت ہیں) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است صلی اللہ علیہ وسلم
کسیکہ خاکِ درش نیست خاک بر سر اوست

(مکتوب ۹۷ دفتر اول)

شریعت کے تین جزو ہیں

"شریعت کے تین جزو ہیں: علم، عمل، اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہوگئی تو گویا حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوگئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے)

شریعت دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے

شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر۔ احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ وہم و خیالات ہیں جن سے طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گزر کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہیے جو مقام جذبہ و سلوک کی نہایت ہے کیونکہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقام رضا حاصل ہونے کیلئے لازمی و ضروری ہے۔"

(مکتوب نمبر ۳۶ دفتر اول)

Marfat.com

شریعت وطریقت

کل قیامت کے دن شریعت کی بابت پوچھیں گے اور تصوف کی بابت کچھ نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام بجالانے پر منحصر ہے۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جو کہ تمام مخلوقات میں سب سے بہتر ہیں، اپنی اپنی شریعت کی طرف دعوت دی ہے اور نجات کا مدار اسی کو مقرر کیا ہے۔ ان بزرگوں کی بعثت کا مقصد شریعت کی تبلیغ ہے۔ پس سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کرنے میں کوشش کی جائے۔ خاص طور پر ایسے زمانہ میں جبکہ اسلام کے نشانات مٹ گئے ہوں۔ کروڑوں روپیہ خدا کے راستہ میں خرچ کرنا شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس فعل میں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا ہے جو بزرگ ترین مخلوقات ہیں۔

طالبِ علم باوجود ماسویٰ اللہ کی گرفتاری کے خلقت کی نجات کا سبب ہے کیونکہ احکامِ شرعی کی تبلیغ اس سے حاصل ہے۔ اگرچہ اس سے خود اس کو کچھ نفع نہیں اور صوفی نے باوجود ماسویٰ اللہ سے آزادی کے صرف اپنے نفس کو خلاص کیا ہے۔ خلقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس پر بہت سے لوگوں کی نجات وابستہ ہو۔ وہ شخص اس سے بہتر ہے جو صرف اپنی نجات کے خیال میں ہے۔ ہاں وہ صوفی جو فنا و بقا اور سیر عن اللہ باللہ کے بعد عالم کی طرف راجع ہو اور خلق کی دعوت میں مشغول ہو وہ مقام نبوت سے حصہ رکھتا ہے اور شریعت کے احکام پہنچانے والوں میں داخل ہے اور علمائے شریعت کا حکم رکھتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۝" (مکتوب نمبر ۴۸ دفتر اول)

علومِ شرعیہ کی تدریس ذکروفکر سے زیادہ اہم ہے

"زیادہ ضروری نصیحت یہ ہے کہ علوم کے درس میں کسی طرح بھی کوتاہی نہ کریں۔ اگر آپ کا سارا وقت درس ہی میں صرف ہو جائے تو نہایت اچھا ہے۔ ذکروفکر کی ہوس نہ کریں، رات کے اوقات ذکروفکر کے لئے وسیع ہیں۔ شیخ حسن علیہ الرحمہ کو بھی سبق پڑھاتے رہیں اور اس کو بیکار نہ رہنے دیں۔ ان حدود میں چونکہ علم بہت کم ہے اس لئے علومِ شرعیہ کو زندہ و تازہ کرتے رہیں۔" (مکتوب ۱۴ دفتر دوم)

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فضیلت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

جاننا چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب بزرگ ہیں اور سب کا ذکر احترام سے کرنا چاہئے، خطیب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

اِنَّ اللہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَاباً وَاخْتَارَلِیْ مِنْھُمْ اَصْھَارًاوَ اَنْصَارًا فَمَنْ حَفِظَنِیْ فِیْھِمْ حَفِظَہُ اللہُ وَمَنْ اٰذَانِیْ فِیْھِمْ اٰذَاہُ اللہُ (الصواعق المحرقۃ ص ۱۱)

(اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب کو پسند فرمایا اور ان میں سے بعض کو میرے لئے قرابت دار اور مددگار پسند فرمایا پس جس شخص نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی) اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ط

(الصواعق المحرقۃ ص ۱۱)

(جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے) اور ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ شِرَارَ اُمَّتِیْ اَجْرَءُ ھُمْ عَلٰی اَصْحَابِیْ (الصواعق المحرقۃ ص ۱۲)

(میری امت میں سے بُرے وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں) اور ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا و تعصب

Marfat.com

سے دور سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ مخالفتیں تاویل واجتہاد پر مبنی تھیں نہ کہ ہوا و ہوس پر، یہی اہلِ سنت کا مذہب ہے"

"حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ

(جو اختلاف میرے اصحاب کے درمیان ہو، تم اس سے بچو)

پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اصحاب کو بزرگ جاننا چاہیے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے اور ان میں سے کسی کے حق میں بدگمان نہ ہونا چاہیے اور ان کے لڑائی جھگڑوں کو دوسروں کی صلح سے بہتر جاننا چاہیے۔ فلاح ونجات کا طریق یہی ہے کیونکہ اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دوستی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی کے باعث ہے۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے

مَا اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ اَصْحَابَہٗ

(جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی عزت نہ کی اس کا آپ ﷺ پر ایمان ہی نہیں ہے)" (مکتوب ۶۷ دفتر دوم)

ترتیب خلافت

"حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امام برحق اور خلیفۂ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے لحاظ سے ہے، حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت صحابہ وتابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے چنانچہ اس کو آئمہ کرام رحمہم اللہ کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنت کے سردار و امام ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے، سوائے جاہل یا متعصب شخص کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ کو حضرت ابوبکر

Marfat.com

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اس کو اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جس طرح ایک مفتری کو لگائے جاتے ہیں۔ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں اور ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں عروج واقع ہوا، میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ میرے بعد میرا خلیفہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو، فرشتوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خدا تعالیٰ چاہے گا وہی ہوگا۔ تیرے بعد خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ نیز حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ پیغمبرِ خدا ﷺ دنیا سے باہر تشریف نہیں لے گئے جب تک میرے ساتھ یہ عہد نہیں کرلیا کہ میرے مرنے کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے، اس کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس کے بعد تو خلیفہ ہوگا'' (مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم)

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات سے بہت ہی زیادہ واقف ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے بعد لوگ بہت بیقرار ہوگئے پس ان کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کوئی شخص آسمان کے نیچے نہیں ملا۔ پس انہوں نے ان کو اپنا والی بنالیا۔ یہ قول اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل ہونے پر متفق تھے اور ان کے افضل ہونے پر یہ اجماع صدر اول میں ہوا اور یہ اجماع قطعی ہے جس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے'' (مکتوب نمبر ۵۹ دفتر اول)

منازعات واختلافاتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجتہاد پر مبنی ہیں

ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیک وجہ پر محمول کرنا چاہئے

Marfat.com

اور ہوا و تعصب سے دور سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ مخالفتیں تاویل و اجتہاد پر مبنی تھیں نہ کہ ہوا و ہوس پر، یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ لیکن جاننا چاہیے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا لیکن چونکہ یہ خطا خطائے اجتہادی کی طرح ہے اس لئے ملامت سے دور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد سے ہوئے ہیں اور شیخ ابو شکور سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہلِ سنت و جماعت اس بات پر متفق ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے تمام اصحاب کے جو ان کے ہمراہ تھے خطا پر تھے لیکن ان کی خطا اجتہادی تھی اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق میں کہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جھگڑے اجتہاد کی رو سے ہوئے ہیں اور یہ قول اہلِ سنت کے اعتقادات میں سے ہے۔" (مکتوب ۲۵۱ دفتر اول)

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام عادل تھے

بعض فقہا کی عبارتوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں جور کا لفظ واقع ہوا ہے اور کہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جور کرنے والا امام تھا۔ اس جور سے مراد یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے حقدار نہیں تھے، نہ کہ وہ جور جس کا انجام فسق و ضلالت ہے۔ یہ توجیہ اس لئے ہے تا کہ اہل سنت کے اقوال کے موافق ہو جائے۔ اس کے باوجود استقامت والے لوگ ایسے الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہیں جن سے مقصود کے برخلاف وہم پیدا ہوتا ہو اور خطا سے زیادہ کہنا پسند نہیں کرتے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جور کرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ صحیح طور پر تحقیق ہو چکا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل تھے جیسا کہ صواعق میں ہے۔ (مکتوب ۲۵۱ دفتر اول)

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ کی فضیلت

بدنوں کے قرب کو دلوں کے قرب میں بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا، خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اس قدر بلند مرتبہ

Marfat.com

ہونے کے باوجود چونکہ حضرت خیر البشر ﷺ کی صحبت میں حاضر نہیں ہوئے کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔ کسی شخص نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ وہ غبار جو رسول ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کئی درجے بہتر ہے'' (مکتوب ۲۰۷ دفتر اول)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی دعا

احادیث نبوی میں ثقہ اور معتبر سندوں سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا کی ہے اور فرمایا ہے کہ ''یا اللہ! اسے کتاب وحساب سکھا اور عذاب سے بچا'' اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی یا اللہ! تو اس کو ہادی مہدی (ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ) بنا اور آنحضرت ﷺ کی دعا مقبول ہے۔ (مکتوب ۲۵۱ دفتر اول)

فضائل ومناقب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبیب رب العالمین ﷺ کی محبوبہ تھیں اور وہ آخری دم تک آنحضرت ﷺ کی منظورِ نظر اور مقبولِ خاطر رہی ہیں اور مرضِ موت کا زمانہ بھی آنحضرت ﷺ نے انہی کے حجرہ مبارکہ میں بسر فرمایا ہے اور انہی کی گود میں آپ ﷺ نے جانِ شیریں جان آفرین کے سپرد کی اور انہی کے حجرہ مقدسہ میں مدفون ہوئے ہیں۔ اس شرف وفضیلت کے علاوہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجتہدہ بھی تھیں، آنحضرت ﷺ نے نصف دین ان کے حوالہ فرمادیا تھا اور اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم احکام کی مشکلات میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور انہی سے پیچیدہ ومشکل مسائل کا حل طلب کیا کرتے تھے، اس مرتبہ وفضیلت کی حامل صدیقہ ومجتہدہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کے باعث مطعون کرنا اور ناشائستہ چیزوں کو ان کی طرف منسوب کرنا نہایت نا

Marfat.com

مناسب حرکت ہے اور پیغمبر پر ایمان نہ لانے کے مترادف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر پیغمبر ﷺ کے داماد اور ان کے چچا کے بیٹے ہیں تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور آپ کی محبوبہ ومقبولہ ہیں" (مکتوب ۳۶ دفتر دوم)

خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر اہلِ سنت کا شعار ہے

"شہر سامانہ کے خدام ذی احترام، ساداتِ عظام، قاضیوں اور معزز حضرات کو تکلیف دینے کا باعث یہ ہے کہ سنا گیا ہے اس جگہ کے خطیب نے عیدِ قربان (عیدالاضحیٰ) کے خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ذکر کو ترک کر دیا ہے اور ان کے مبارک ناموں کو نہیں پڑھتا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ جب لوگوں نے اس سے اس بارے میں اعتراض کیا تو بجائے اس کے کہ اپنے سہو ونسیان کا عذر کرتا، ترش روئی سے پیش آیا اور یہ کہا کہ اگر خلفائے راشدین کے ناموں کا ذکر نہیں ہوا تو کیا ہوا اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ اس جگہ کے رئیسوں اور معزز لوگوں نے اس بارہ میں بہت سستی اختیار کی ہے اور اس نا انصاف خطیب کے ساتھ سختی و درشتی سے پیش نہیں آئے، ہائے افسوس صد افسوس۔

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ذکر اگرچہ خطبہ کی شرائط میں سے نہیں ہے لیکن اہلِ سنت شکر اللہ تعالیٰ سَعْیُھُمْ کے شعائر میں سے ہے۔ سوائے اس شخص کے جس کا دل بیمار اور باطن پلید ہو، کوئی دوسرا شخص دانستہ اور سرکشی کے طور پر اس کو ترک نہیں کرے گا۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ اس نے تعصب اور بغض و دشمنی سے ترک نہیں کیا مگر حدیث مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ (جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے) کا کیا جواب دیگا اور حدیث اِتَّقُوْا مِنْ مَّوَاضِعِ التُّھَمِ (کنوز الحقائق) (تہمت کے مواقع سے بچو) کے موافق تہمت کے موقع سے کس طرح چھٹکارا پائے گا۔ اگر اس کو شیخین (حضرت ابوبکر وحضرت عمر) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تقدیم و تفضیل میں توقف ہے تو وہ اہل سنت کے طریقہ سے روگردانی کرنے والا ہے اور اگر اس کو حضراتِ ختنین (حضرت عثمان وحضرت علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت میں تردد ہے تب بھی وہ اہلِ حق سے خارج ہے۔ عجب نہیں کہ اس بے حقیقت خطیب نے اس خباثت و پلیدی کو کشمیر کے رافضیوں سے

Marfat.com

حاصل کیا ہو، اس کو سمجھنا چاہئے کہ حضرات شیخین کی افضلیت صحابہ وتابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے چنانچہ اس کو آئمہ کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ شیخ امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت باقی امت پر قطعی اور یقینی ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے دور خلافت میں ان کے متبعین کے جمِ غفیر کے درمیان تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت سے افضل ہیں'' (مکتوب نمبر ۱۵ دفتر دوم)

فائدہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی اپنے مکتوباتِ گرامی میں جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعظیم وتوقیر اور فضیلت وعظمت کا ذکر نہایت واضح اور پرزور الفاظ میں کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں اہل سنت و جماعت کے عقائد کی پوری تائید وتقویت فرماتے ہیں۔ ان کے مخالفین و معاندین کے طعن و تشنیع اور اعتراضات کا نہایت شدّ ومد سے دفاع فرماتے ہیں، ان کے درمیان لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرنے اور ان کی آپس کی مخالفتوں کو تاویل واجتہاد پر مبنی قرار دینے اور ہوا وتعصب سے دور سمجھنے پر زور دیتے ہیں اور آپس کے اختلافات میں جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خطا پر کہا ہے ان کی خطا کو خطائے اجتہادی کی طرح قرار دیتے ہیں۔ خطائے اجتہادی کے علاوہ جس پر شرع شریف میں ایک درجہ ثواب کا ملنا مقرر ہے ان کی شان میں کسی اور لفظ کے استعمال کو جائز قرار نہیں دیتے اور مخطی مصیب کی طرح ملامت سے دور بلکہ درجاتِ ثواب میں سے ایک درجہ ثواب کا امیدوار قرار دیتے ہیں۔ جو جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اے بھائی! اس امر میں سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لڑائی جھگڑوں کے ذکر سے خاموشی اختیار کریں اور ان کے

Marfat.com

تنازعات کو یاد نہ کریں۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِیَّاکُمْ وَ مَا بَیْنَ اَصْحَابِیْ (یعنی میرے اصحاب کے درمیان جو جھگڑے ہوں ان سے اپنے آپ کو بچاؤ) نیز حضور ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰہَ اللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا بَعْدِیْ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲)

(یعنی میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان کو اپنے تیر کا نشانہ نہ بناؤ)

امامِ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے اور یہی مقولہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے

تِلْکَ دِمَآءٌ طَھَّرَ اللّٰہُ عَنْھَا اَیْدِیْنَا فَلْنُطَھِّرْ عَنْھَا اَلْسِنَتَنَا

(یعنی یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو بچایا ہے پس ہم کو چاہیے کہ اپنی زبانوں کو ان سے پاک رکھیں)

اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان کی خطا کو بھی زبان پر نہیں لانا چاہیے اور ان کو ذکرِ خیر سے ہی یاد کرنا چاہئے۔ جاننا چاہئے کہ اس زمانہ میں چونکہ اکثر لوگوں نے امامت کی بحث کو سامنے رکھ کر ہمیشہ خلافت کی بحث اور اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مخالفت کے متعلق گفتگو کرنا اپنا نصب العین بنالیا تھا اور جاہل اہلِ تاریخ نے سرکش رافضیوں کی تقلید کرتے ہوئے اکثر اصحابِ کرام کو نیکی و بھلائی سے یاد نہیں کیا اور نامناسب امور ان حضرات کی جناب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب فتنے یا یہ فرمایا کہ بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ پس جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں کرے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد و احسان ہے کہ سلطانِ وقت اپنے آپ کو حنفی مذہب

Marfat.com

قرار دیتا ہے اور اہل سنت و جماعت میں سے جانتا ہے ورنہ مسلمانوں پر کام بہت تنگ ہو جاتا۔اس بڑی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔(مکتوب ۲۵۱ دفتر دوم)

Marfat.com

اہلِ بیت عظام

اہلِ بیت کی محبت اہلِ سنّت کے ایمان کا جزو ہے

اہلِ بیت کی محبت کا نہ ہونا اہل سنت کے حق میں کس طرح گمان کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ محبت ان بزرگواروں کے نزدیک ایمان کا جزو ہے اور خاتمہ کی سلامتی کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے۔ اس فقیر کے والد بزرگوار جو کہ ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے۔ اکثر اوقات اہل بیت کی محبت کے لئے ترغیب فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو خاتمہ کی سلامتی میں بڑا دخل ہے۔ اس کی بڑی رعایت کرنی چاہئے۔ ان کے مرض الموت میں یہ فقیر حاضر تھا۔ جب ان کا معاملہ انجام کو پہنچا اور اس جہان کا شعور کم ہو گیا تو اس وقت فقیر نے ان کی بات (محبت اہل بیت) کو انھیں یاد دلایا اور اس محبت کے بارے میں ان سے دریافت کیا تو اس بیخودی کے عالم میں انہوں نے فرمایا کہ میں اہل بیت کی محبت میں غرق ہوں، اس وقت میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا۔ اہل بیت کی محبت اہلسنت و جماعت کا سرمایہ ہے، مخالف لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں اور ان کی محبت متوسط سے جاہل ہیں، مخالفوں نے اپنی افراط کی جانب کو اختیار کیا ہے اور افراط کے سوا کو تفریط خیال کر کے خروج کا حکم کیا ہے اور خوارج کا مذہب سمجھا ہے، نہیں جانتے کہ افراط و تفریط کے درمیان حد وسط ہے جو حق کا مرکز اور صدق کا موطن ہے اور اہل سنت و جماعت شکر اللہ سعیہم کو نصیب ہوا ہے۔ (مکتوب ۳۶ دفتر دوم)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں، علمائے اہلسنت و جماعت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو علم و اجتہاد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر فضیلت دیتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتول کہتے ہیں جو انقطاع میں مبالغہ کا صیغہ ہے اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقدم سمجھتے ہیں لیکن فقیر کا جو اعتقاد

Marfat.com

ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم واجتہاد میں پیش قدم ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زہد وانقطاع میں بڑھ کر ہیں اسی لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتول کہتے ہیں جو انقطاع میں مبالغہ کا صیغہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اصحاب کرام رضوان اللہ عنہم کے فتاویٰ کا مرجع تھیں، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کرام رضوان اللہ عنہم کو علم میں جب کوئی مشکل پیش آتی تھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں اس کا حل طلب کرتے تھے۔ (مکتوب ۶۷ دفتر دوم)

تقیہ کی حقیقت اور اس کے مفاسد

چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عزت وتوقیر کی ہے اور ان کو اقتدا کے لائق جان کر اُن سے بیعت کی ہے پس خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا انکار کرنا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متابعت کا دعوٰی کرنا محض افترا ہے بلکہ وہ انکار درحقیقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار ہے اور اُن کے اقوال وافعال کا صریح رد ہے اور تقیہ کے احتمال کو حضرت اسد اللہ (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں روا رکھنا بھی بے وقوفی ہے۔ صحیح عقل ہرگز اس کو جائز قرار نہیں دے سکتی کہ حضرت اسد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمال معرفت وشجاعت کے باوجود خلفائے ثلاثہ کے ساتھ بغض ودشمنی کو تیس سال تک پوشیدہ رکھیں اور اس مخالفت کا اظہار نہ کریں اور ان کے ساتھ منافقانہ صحبت رکھیں حالانکہ ادنیٰ مسلمان سے اس قسم کے نفاق کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس فعل کی برائی کو معلوم کر لینا چاہئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف کس قسم کی بُرائی اور کس طرح کا فریب ونفاق منسوب ہوتا ہے۔ اگر بفرضِ محال حضرت اسد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں تقیہ جائز بھی ہو تو وہ تعظیم وتوقیر جو آنحضرت ﷺ خلفائے ثلاثہ کی کرتے تھے اور ابتدا سے آخر تک ان حضرات کو بزرگ جانتے رہے ہیں تو یہ لوگ اس کا کیا جواب دیں گے۔ وہاں (نبی ﷺ کے حق میں) تو تقیہ کی گنجائش نہیں ہے۔ دین کی تبلیغ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر واجب ہے وہاں تقیہ کی گنجائش نکالنا زندقہ تک پہنچا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط

Marfat.com

وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (اے میرے رسول جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو رسالت کے حق کو ادا نہ کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا) (مکتوب ۸۰ دفتر اول)

''مخالف لوگ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ان کی خلافت کو تعصب اور تغلب کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو امامِ برحق نہیں مانتے اور اس بیعت کو جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلفائے ثلاثہ کے ہاتھ پر کی تھی تقیہ پر محمول کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے درمیان منافقانہ صحبت خیال کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے باہمی روادارانہ تعلقات کو مکروفریب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے زعم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق لوگ ان کے مخالفوں کے ساتھ تقیہ کے طور پر منافقانہ صحبت رکھتے تھے اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہوتا تھا اس کے برخلاف اپنی زبانوں پر ظاہر کرتے تھے اور چونکہ مخالف بھی ان کے زعم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دوستوں کے دشمن تھے اس لیے ان کے ساتھ منافقانہ دوستی کرتے تھے اور دشمنی کو دوستی کے لباس میں ظاہر کرتے تھے۔ پس ان لوگوں کے خیال میں حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام اصحاب منافق اور مکار تھے، اور جو کچھ ان کے باطن میں ہوتا تھا، اس کے خلاف ظاہر کرتے تھے پس ان کے نزدیک اس امت کا بدترین گروہ (نعوذ باللہ) اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا گروہ ہونا چاہئے اور سب سے زیادہ بری صحبت حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہونی چاہئے۔ جس صحبت نے اس قسم کے اخلاقِ ذمیمہ کو پیدا کیا اور تمام زمانوں میں سب سے برا اصحاب کرام کا زمانہ ہونا چاہئے جو کہ نفاق وعداوت وبغض وکینہ سے پر تھا حالانکہ حق تعالیٰ اپنے کلامِ مجید میں ان کے حق میں ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ'' فرماتا ہے یعنی اصحاب نبی آپس میں مہربان وشفیق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے برے عقیدوں سے بچائے۔ یہ لوگ جب اس امت کے سابقین کو اس قسم کے اخلاق ذمیمہ سے موصوف کرتے ہیں تو ان کے بعد آنے والوں میں کیا نیکی ڈھونڈیں گے۔ ان لوگوں نے شاید ان آیاتِ قرآنی اور

Marfat.com

احادیثِ نبوی ﷺ کو جو حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی فضیلت اور اصحابِ کرام کی افضلیت اور اس امت کی خیریت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں نہیں دیکھا۔ یا دیکھا ہے مگر ان کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے۔ قرآن و احادیث اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تبلیغ سے ہم تک پہنچا ہے۔ جب اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مطعون ہوں گے تو وہ دین جو ان کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے بھی مطعون ہوگا۔ "نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ"

(مکتوب ۳۶ دفتر دوم)

فضائل امامِ اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امامِ اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی بدولت اجتہاد و استنباط میں وہ بلند درجہ حاصل کیا ہے جس کو دوسرے لوگ نہیں سمجھ سکتے اور ان اجتہادات کو دقتِ معانی کے باعث کتاب و سنت کے مخالف جانتے ہیں۔ اور ان کو اور ان کے اصحاب کو اصحاب رائے خیال کرتے ہیں، یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت و درایت تک نہ پہنچنے اور ان کے فہم و فراست پر اطلاع نہ پانے کا نتیجہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے کہ امام ابو حنیفہ کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرمایا ہے: اَلْفُقَهَآءُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ (تمام فقہا ابو حنیفہ کی اولاد ہیں)۔ ان کم نظر معترضین پر افسوس ہے کہ اپنا قصور دوسروں کے ذمہ لگاتے ہیں۔

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتیٰ کہ احادیثِ مرسل کو احادیثِ مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور ان کو اپنی رائے پر مقدم کرتے ہیں اور ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول کو حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شرفِ صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ دوسروں کا حال ایسا نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی مخالفین ان کو صاحب رائے کہتے ہیں اور ایسے ایسے الفاظ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں جو بے ادبی کی خبر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ سب لوگ ان کے

Marfat.com

کمال علم اور ورع وتقویٰ کی کثرت کا اقرار کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق عطا کرے کہ وہ دین کے پیشوا اور اہل اسلام کے سردار کو آزار نہ پہنچائیں اور اسلام کے سب سے بڑے گروہ کو ایذا نہ دیں۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ (یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں)۔

وہ لوگ جو دین کے اکابر کو صاحبِ رائے جانتے ہیں اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار اپنی رائے پر حکم کرتے تھے اور کتاب وسنت کی متابعت چھوڑ دیتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق اسلام کا ایک سوادِ اعظم گمراہ اور بدعتی بلکہ گروہِ اسلام سے باہر ہوگا۔ اس قسم کا اعتقاد وہی بے وقوف جاہل رکھ سکتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا پھر وہ زندیق جس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کا نصف حصہ باطل ہو جائے۔ ان چند ناقصوں نے چند احادیث کو یاد کر لیا ہے اور شریعت کے احکام کو انہی پر موقوف جانتے ہیں اور اپنی معلومات کے سوا سب کی نفی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس سے انکار کر دیتے ہیں۔

ان لوگوں کے بیہودہ تعصبوں اور فاسد نگاہوں پر ہزار ہا افسوس ہے، فقہ کے بانی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تمام فقہا فقہ کے تین حصے ان کے لئے مسلّم رکھتے ہیں اور باقی چوتھے حصہ میں سب ان کے ساتھ شریک ہیں۔ فقہ میں صاحبِ خانہ وہی ہیں اور دوسرے سب ان کے عیال ہیں۔ اس مذہب کے التزام کے باوجود مجھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی محبت ہے اور میں انہیں بزرگ جانتا ہوں اسی لئے بعض اعمال نافلہ میں میں ان کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں لیکن کیا کروں دوسرے لوگ کمال علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں بچوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ وَالْاَمْرُ اِلَی اللّٰہِ سُبْحَانَهٗ (حقیقت الامر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) (مکتوب ۵۵ دفتر دوم)

Marfat.com

کشف والہام کے مقابلہ میں تقلید مقلد پر حجت ہے

قیاس واجتہاد اصول شرعی میں سے ایک اصل ہے جس کی تقلید کا ہم کو امر ہوا ہے برخلاف کشف والہام کے کہ اس کی تقلید کا ہم کو حکم نہیں ہے یعنی الہام پر عمل کرنے کا حکم نہیں ہے جبکہ اجتہاد پر عمل کرنے کا مقلد کو حکم ہے۔ پس علمائے مجتہدین کی تقلید کرنی چاہئے، اور دین کے اصول کو اُن کی رائے کے موافق ڈھونڈھنا چاہئے صوفیائے کرام جو کچھ علمائے مجتہدین کی آراء کے خلاف کہیں یا کریں ان کی تقلید نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ان پر حُسنِ ظن رکھتے ہوئے اُن کے طعن سے سکوت اختیار کرنا چاہیے اور ان کی اس قسم کی باتوں کو شطحیات میں شمار کرنا چاہئے۔

امام ربانی کی مجددیت

اللہ تعالیٰ کی سنت کاملہ اور حکمت بالغہ یہ رہی ہے کہ رسولوں کے ذریعے شریعت عطا کرنے، کتاب الٰہی کے احکام نافذ کرنے اور عملی طور پر اللہ کے احکام کو رواج دینے کے بعد جب مرورِ زمانہ سے ان پاکیزہ شریعتوں میں تحریف ہو جاتی تھی تو کبھی انبیا آتے تھے جو ان ادیان کی اصلی تعلیمات کو پھر سے رواج دیتے تھے، کبھی نیا رسول آجاتا تھا جو خدائی حکم کے تحت شریعت میں مناسب وضروری تبدیلیاں کر کے اسے قوم میں نافذ کرتا تھا۔ پہلے انبیا کے ادوار میں یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ حتیٰ کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا دورِ بے مثال آیا جس میں نبوت ختم، رسالت ختم، وحی بند، شریعت میں کمی بیشی کا سلسلہ موقوف، قیامت تک آپ کی ہی نبوت اور آپ کی ہی رسالت کا اعلان وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ طے ہو گیا۔ (الاحزاب ۴۰) حضور ﷺ کا فرمان ذی شان ہے۔

کَانَتْ بَنُوْا اِسْرَآئِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَآءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَّ اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَآءُ فَیَکْثُرُوْنَ۔

Marfat.com

(بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرام کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفا ہوں گے پس وہ بہت ہوں گے)

(صحیح بخاری شریف کتاب الانبیآء۔ صحیح مسلم شریف کتاب الامارۃ۔ مسند احمد جلد دوم۔)

حضور ﷺ کی امت میں احیائے دین اور ردِ بدعات کا کام امت کے ہر فرد پر فرض کیا گیا ہے مگر ان میں سے علمائے کرام بطور خاص اس امر کے مکلف ہیں کہ وہ دین میں شامل ہونے والی اختراعات کی وجہ سے جو کمی بیشی ہو جائے اس کو دور کرتے رہیں اور حقیقی و اصلی تعلیمات کو امت محمدی کے عوام کے سامنے کھول کھول کر بیان کرتے رہیں حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُ مَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃَ سَنَۃٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا

(بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو تازہ کریں گے)۔

(سنن ابو داؤد باب مایذکر فی قرن المائۃ

اس حدیث کی سند کے بارے میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں

سَنَدُہٗ صَحِیح وَرجالہ کُلُّ ھُمْ ثقات وَکذاصححہُ الحکم

"اس کی سند صحیح اور تمام رجال ثقہ ہیں اور اسی طرح حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے"

(مرقاۃ جلد اول ص ۳۰۲

مجددین کے بارے میں حدیث تجدید بیان ہو چکی ہے اور ان حضرات کا ہر صدی میں پایا جانا ایک قدرتی انتظام کے تحت چل رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اس ہر سو سال والے سلسلہ مجددین کی ہی ایک کڑی ہیں۔ مگر ایک ہزار سال کے لئے مجدد ہونے کی حیثیت سے آپ کو سو سالہ مجددین پر ایک امتیاز اور برتری حاصل ہے۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی سوال اٹھایا ہے کہ مجددِ مائۃ اور مجدد الف میں فرق ہونا چاہیے۔

Marfat.com

صاحب ''روضة القیومیہ'' نے یہ حدیث نبوی روایت کر کے اس اشکال کو حل کر دیا ہے۔

بعث اللہ رجلا علی رأس احد عشر مائۃ سنۃ نور عظیم اسمہ اسمی بین السلطانین الجابرین یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجال الوفا.

(گیارہویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا۔ نور عظیم ہوگا، ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے)

حدیث پاک میں ہزار سال کے لئے رجل عظیم کی پانچ خوبیاں ذکر ہوئی ہیں۔

اول: گیارہویں صدی کے شروع میں ہوگا۔

دوم: نورِ عظیم (شریعت کے نور کو پھیلانے والا) ہوگا۔

سوم: میرا ہم نام (احمد) ہوگا۔

چہارم: دو جابر بادشاہوں (اکبر و جہانگیر) کے درمیان میں ہوگا۔

پنجم: اس کی شفاعت (دعا، نصیحت، تربیت) سے ہزاروں انسان جنت میں داخل ہوں گے۔

حدیثِ صلہ

اس مرد کامل کو جس کی تعلیم و تربیت، روحانی تائید اور دعا سے ہزاروں انسان جنت میں داخل ہوں گے ایک اور حدیث میں ''صلہ'' کہا گیا ہے جسے علامہ جلال الدین سیوطی نے ''الجوامع'' میں نقل کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ یکون رجل فی امتی یقال لہ صلۃ یدخل الجنۃ شفعۃ کذا و کذا (میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مکتوبات میں ایک جگہ اپنے آپ کو ''صلہ'' کا مصداق قرار دیتے ہوئے تحدیثِ نعمت کے طور پر ارشاد فرمایا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَۃً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَ مصلحابَیْنَ الْفِئَتَیْنِ

Marfat.com

اکمل اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیرِ الاَنَام

(اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ''صلہ'' بنایا دو بحرین (سمندروں) کے ملانے والا اور مصلح بنایا دو گروہوں (پہلے ہزار سال کا گروہ مسلمین اور دوسرے ہزار سال کا گروہ مسلمین) کے درمیان مکمل، کامل۔ بہترین تعریف ہے اللہ کی ہر حال میں اور صلوٰۃ وسلام ہے لوگوں میں سب سے بہتر (یعنی حضرت محمد ﷺ) پر۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس ''فلسفہ مجددیت'' کی اپنے ایک مکتوب میں یوں تشریح فرمائی ہے۔ (یہ اقتباس عقیدہ ختم نبوت اور فلسفہ مجددیت دونوں کو حاوی ہے)

''اے فرزند! یہ وہ وقت ہے جب کہ امم سابقہ میں ایسے تاریک دور کے اندر اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا۔ اور نئی شریعت کو زندہ کرتا تھا۔ لیکن یہ امت خیر الامم اور اس کا پیغمبر خاتم الرسل ﷺ ہے۔ اس کے علما کو انبیائے بنی اسرائیل کے قائم مقام فرمایا ہے۔ اور علماء کے وجود کو انبیا کے وجود سے کفایت کی گئی ہے۔ اس لئے ہر صدی کے بعد علمائے امت میں سے کسی ایک کو مجدد مقرر فرمایا جاتا ہے تا کہ وہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو زندہ کرے۔ خاص کر ہزار سال کے بعد کہ جو اولوالعزم پیغمبر کی پیدائش کا وقت ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں امت محمدیہ میں اولوالعزم پیغمبر کی جگہ تام المعرفت عالم وعارف درکار ہوتا ہے۔ جو امتوں کے اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو۔ (مکتوب ۲۳۴ دفتر اول)

فیض روح القدس باز مدد فرمائید
دیگراں نیز کنند آنچہ مسیحا می کرد

یہاں تک تو گفتگو تھی ہر سو سال کے مجدد کے بارے میں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ تو مجدد الف ثانی ہیں۔ یعنی ایک ہزار سال بعد کے مجدد جو دوسرے ایک ہزار سال کے لئے ہیں۔ آپ نے خود فرمایا ہے کہ ''یہ وہ کمالات ہیں جو ہزار سال کے بعد وجود میں آئے ہیں اور یہ آخریت ہے جو اسی اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔''

''اس امت کی آخریت کا دور آنحضرت ﷺ کی رحلت سے ہزار سال گزرنے کے بعد

Marfat.com

شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے دوسرے ہزار سال کی ابتداء ہے۔ ہزار سالہ دور کو حالات کی تبدیلی میں بہت دخل ہے اور اشیاء کی تبدیلی میں قوی تاثیر ہے۔ لیکن اس امت میں چونکہ نسخ اور تبدیلی نہیں ہے۔ (یعنی قیامت تک اسی امت نے اپنی اصل شریعت محمدی ﷺ کے ساتھ زندہ رہنا ہے) اسی لئے نسبت سابقین اپنی تروتازگی کے ساتھ متاخرین میں جلوہ گر ہوئی ہے اور اس نے الف ثانی میں از سر نو شریعت مطہرہ کی تجدید کر کے ملت اسلامیہ کو فروغ دیا ہے۔ اس معنی پر حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دونوں عادل گواہ ہیں"۔ (مکتوب ۲۶۱ دفتر اول)

"اور جان لیں کہ ہر سو سال پر ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور۔ جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے، ان دونوں مجددوں میں بھی (بلحاظ مراتب و فرائض) اسی طرح فرق ہے بلکہ اس سے زیادہ۔ اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ فیوض و برکات میں سے جو کچھ اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے، اسی کے واسطے سے پہنچتا ہے"

(مکتوب ۴ دفتر دوم)

آپ کی اس مجدد الف ثانی والی حیثیت و کیفیت اور دین میں مقام و مرتبہ پر گفتگو فرماتے ہوئے مشہور دیوبندی عالم مولانا قاری محمد طیب صاحب "الفرقان" لکھنو کے "مجدد نمبر" میں "توضیح مجدد" کے عنوان سے یوں خامہ فرسائی فرماتے ہیں۔

"کسی ذات کا مجدد مان لینا اس کے غیر معمولی کمالات علمیہ و عملیہ کا اقرار کر لینا ہے۔ کیونکہ تجدید دین کا منصب اصلی تو انبیا علیہم السلام کا ہے اور پھر اس میدان کے مرد وہ ہیں جو نبوت کے ترکہ کے وارث بن کر اس سے کوئی معمولی حصہ (کمالات نبوت) پائیں۔ پس جس طرح کسی ذات کو نبی مان لینے سے اس کے لئے تمام بشری کمالات کا اقرار خود بخود لازم ہو جاتا ہے اسی طرح کسی کو مجدد تسلیم کر لئے جانے سے اس میں وراثت نبوت کے غیر معمولی خطوط کا اعتراف بھی خود بخود لازم ہو جاتا ہے۔

منصب نبوت سے عہدۂ مجددیت کی اس نسبت کا ہی اثر ہے کہ جس طرح انبیا

Marfat.com

علیہم السلام کو یہ منصب جلیل (یعنی نبوت) کسی اپنی شخصی جدو جہد یا کسی اجتماعی یا جماعتی تجویز سے نہیں ملتا۔ اسی طرح مجددوں کو بھی عہدۂ تجدید نہ ان کی اپنی ذاتی جاں فشانی و محنت سے ہاتھ لگتا ہے اور نہ کسی جماعت کے سمجھوتہ سے بلکہ یہ محض اللہ کی جانب سے ایک موہبت عظمیٰ ہوتی ہے۔ جس کے لئے غیبی انتخاب سے فرد چن لئے جاتے ہیں اور مخلوق کے دلوں میں ان کی مقبولیت خود بخود قائم کردی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم نے انبیا کرام کے لئے بعثت مِنَ اللّٰه کا لفظ استعمال کیا ہے جیسے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یا جیسے تَبْعَثُ و رَسُوْلاً یا جیسے بَعَثْنَا اِلَیْهِمْ رُسُلاً وغیرہ۔ ٹھیک اسی طرح حدیث نبوی ﷺ نے مجددوں کے لئے بھی یہی بعثت مِن اللہ کا کلمہ اختیار کیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا (مشکوٰۃ)

(یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں اس امت میں ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا ہے جو امت کے لئے دین کی تجدید کریں۔)

اور جیسے قرآن نے نبی کا انتخاب مِن اللہ بتایا ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ایسے ہی حدیث میں مجدد کی نسبت اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ فرمایا گیا ہے۔ جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان دونوں منصبوں کا انتخاب ''مِنْ جَانِبِ اللّٰه'' ہی ہوتا۔

فرق اگر ہے تو یہ کہ نبوت اصلی ہے اور تجدید اس کا ظل ہے۔ وہاں الہام قطعی ہے جس کو وحی کہتے ہیں۔ یہاں ظنی ہے۔ وحی کا منکر خارج از اسلام ہے۔ اس (مجدد اور اس کے الہام) کا منکر خارج از اصلاح و تقویٰ ہے۔ بہر صورت مجددیت نبوت کا ایک نہایت روشن اور درخشاں پرتو ہے اس لئے مجدد علم و عمل کے لحاظ سے نبی کا سایہ اور اخلاق و ملکات کے لحاظ سے نبی کا نمونہ ہوتا ہے۔ پس کسی کو مجدد کہہ لینے کے بعد اور کسی منقبت کا درجہ باقی نہیں رہتا کہ اس کے ذریعہ سے مجدد کی تعریف کی جائے اور اگر کی جائے گی تو اسی وصف تجدید کی ایک تفصیل ہوگی جس کا متن لفظ ''مجدد'' ہوگا۔۔۔ چونکہ منصب تجدید، منصب نبوت کا پورا پورا ظل اور اس

Marfat.com

کے قدوقامت کا سایہ اصلی ہے اس لئے شیون تجدید بھی شیون نبوت سے ملتی جلتی ہیں۔ انبیا علیہم السلام باوجود جامع کمالات ہونے کے کمال غالب وحی لے کر آتے ہیں جس کی اس دور کو ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ چونکہ مجددیت نبوت کا اصل ظل ہے اس لئے امت محمدیہ ﷺ کے مجددوں کو بھی وہی شان دی گئی ہے جو انبیائے سابقین کو عطا ہوئی تھی۔ امت میں قرون اور ادوار گزرتے رہے ہیں۔ جس جس قسم کے فتنے ظہور کرتے رہے اسی قسم کے اصلاحی طریق لے کر مجددین امت بھی مبعوث ہوتے رہے۔۔۔ غرض یوں سمجھنا چاہئے کہ انبیائے سابقین میں نبوت کے جس جس رنگ کی نسبتیں تھیں اتنی ہی اور اسی رنگ میں ولایت کی نسبتیں امت کے مجددوں کو عطا فرمائی گئیں تا کہ امت کے ہر طبقہ کی اصلاح اس کے مناسب طریق سے ہو" (علماء ہند کا شاندار ماضی جلد اول ص ۲۳۸-۲۴۶)

اگرچہ غلام احمد پرویز (مشہور منکرِ حدیث) نے مہدی، مجدد، مسیح موعود اور دوسرے ایسے تمام مناصب اور پیغمبرانہ کمالات کے حامل اولیاء اللہ کے درجات وغیرہ کا انکار کیا ہے کہ ان تمام مناصب و کمالات کے حاملین کے تشخص سے مشابہت نبوت ظاہر ہوتی ہے جو کہ عقیدہ ختم نبوت کی روح کے خلاف ہے۔ لیکن اس نے بھی باوجود انکار و تردید کے، سلسلہء مجددیت کو سلسلہء نبوت سے علیحدہ قرار دیتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہم کی مجددیت کو تسلیم کیا ہے اور انہی بزرگوں کے اقوال و تعلیمات کے حوالے ہی سے منکرین ختم نبوت (قادیانی مرتدین) کے باطل دعوؤں کا رد کیا ہے۔ اس سلسلے میں غلام احمد پرویز کی یہ توجیہ بڑی قابل توجہ ہے کہ جس طرح "مجدد" کا عرصہ تجدید صرف سو سال کے لئے ہوتا ہے۔ اس کے بعد نئے آنے والے مجدد کی تعلیمات اور تجدیدی احکامات نافذ العمل ہوتے ہیں حتیٰ کہ مزید ایک سو سال گزر جائے۔ (جبکہ نبوت محمدی ﷺ کے نفاذ کا وقت قیامت تک مقرر ہے) اسی اصول پر پرکھتے ہوئے ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی کا عرصہ تجدید ایک ہزار سال ہے۔ اس دوران ہر صدی کے آغاز پر مجدد آئے گا مگر وہ بالآخر حضرت مجدد الف ثانی کے تجدیدی احکامات کے ماتحت اپنے تجدیدی احکامات نافذ کرے گا۔ جو کہ یقیناً کتاب و سنت کی برتری، رسالت محمدی ﷺ کی تا قیامت سیادت اور

Marfat.com

سنت رسول ﷺ کی روشنی میں اصلاح انسان کو حاوی ہونگے۔ اس طرح دوسرے ایک ہزار سال میں ہر صدی کے مجدد کے تجدیدی کارناموں کا تمام صلہ (کریڈٹ) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ہی کو جائے گا۔ (ختم نبوت اور تحریک احمدیت ص ۱۶۳۔۱۶۵)

یہ بھی کیا ضروری ہے کہ کسی کے موافق الفاظ کو تو نہ لیا جائے اور اس کے بظاہر مخالف الفاظ لے کر متکلم کو ہدف تنقید بنایا جائے۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی کے موافق عقیدہ ختمِ نبوت، اقوال، ارشادات اور تعلیمات سے اغماض برت لیا جائے اور ان کے چند سطری متشابہ اقوال کو سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے اور اسے غلط معنی پہنا کر آپ کو منکرِ ختم نبوت ثابت کیا جائے جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ یہ زیادتی دوسرے کئی صوفیا اور علما کے ساتھ بھی ہوئی ہے مگر متبعین ہیں کہ اس قسم کی زیادتیوں کا تحلیلی جائزہ لے کر اپنے متبوع کی شخصیت کو معاندین کے گرائے ہوئے کیچڑ سے صاف نہیں کرتے اور مخالفین ہیں کہ پیرووں کی بے حسی کو ناکامی و عجز جان کر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی نظیف شخصیت بے بنیاد ہوؤں اور گھڑے گھڑائے معیارات کے درمیان لٹک کر رہ جاتی ہے۔ اس طرح یہ بزرگ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک معمہ بن کر رہ جاتے ہیں۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے دل میں خیال گزرا کہ جبکہ حق سبحانہ، وتعالیٰ نے آپ کو مجدد الف ثانی کیا ہے اگر اکابر علمائے وقت اس کو تسلیم کر لیتے تو اس امر کی پوری طرح تائید ہو جاتی۔ یہاں تک کہ ایک دن یہ خیال میرے دل میں آپ کی خدمت مبارک میں بھی آیا تو حضرت نے احقر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی جن کی علومِ عقلیہ ونقلیہ اور اعلیٰ درجہ کی تصانیف کے اعتبار سے اسوقت ہندوستان میں نظیر نہیں ملتی، انہوں نے مجھے ایک مکتوب لکھا تھا۔ پھر آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ ان کے مدحیہ فقرات میں سے ایک فقرہ ''مجدد الف ثانی'' بھی تھا''

اس کے بعد خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''پوشیدہ نہ رہے کہ مولانا

Marfat.com

عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی **قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ** ۔ اس واقعہ کا آپ پر بہت اثر ہوا اور آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم ذکر اخذ کی اور آپ کے حقیقی مخلصین میں داخل ہوئے۔ اس ظاہری ملاقات سے پہلے وہ فرماتے تھے کہ میں حضرت کا اویسی (روحانی فیض یافتہ) ہوں"

حضرت مجدد الف ثانی کا تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے آپ کو مجدّد الف ثانی فرمانا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کی بعض وہ عبارتیں بھی پیش کر دی جائیں جن میں حضرت موصوف نے خود اپنے مجدد الف ثانی ہونے کا صراحۃً یا اشارۃً ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"اے فرزند! یہ علوم و معارف کہ جن کی نسبت اہل اللہ میں سے کسی نے نہ ہی صراحت سے گفتگو کی ہے اور نہ ہی اشارے سے، اُن نہایت اعلیٰ معارف اور اکمل علوم میں سے ہیں جو کہ ہزار سال کے بعد ظہور میں آئے ہیں اور واجب تعالیٰ و تقدس کی حقیقت اور ممکنات کے حقائق کو جس قدر کہ ممکن و لائق ہے بیان فرمایا ہے، یہ معارف نہ کتاب و سنت کے ساتھ مخالفت رکھتے ہیں اور نہ ہی اہل حق کے اقوال کے مخالف ہیں۔۔۔ اے فرزند! یہ وہ وقت ہے کہ پہلی امتوں میں ایسے ظلمت سے بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا اور نئی شریعت کو زندہ کرتا تھا اور اس امت میں جو کہ خیر الامم ہے اور اس امت کے پیغمبر آنحضرت خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات ہیں۔ اس امت کے علما کو انبیائے بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا گیا ہے اور انبیا کے وجود سے علما کے وجود کے ساتھ مستغنی فرمایا ہے، اسی لئے ہر صدی کے سرے پر (ختم پر یا شروع میں) اس امت کے علما میں سے ایک مجدد مقرر کرتے ہیں تاکہ شریعت کو زندہ کرے۔ خصوصاً ہزار سال کے بعد جو کہ سابقہ امتوں میں اولوالعزم پیغمبر کے پیدا ہونے کا وقت ہے۔ مگر چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اسلئے اب تام المعرفت عالم و عارف درکار تھا۔

Marfat.com

امام ربانی کو اکابرین ومشاہیرِ اسلام کا خراجِ تحسین

پاک وہند کے علاوہ عرب وعجم میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین علماء و صلحا بکثرت ہیں جنھوں نے آپ کی عظمت اور آپ کے مجدد الف ثانی ہونے کی شہادت دی ہے۔ان میں سے چند اکابر کے اسماء گرامی یہ ہیں مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ برہانپوری، شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ غوثی، میر مومن بلخی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ تلوی، مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ صرفی (جو حضرت مجدد کے شیوخ میں سے ہیں) مولانا حسن قبادانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا میرک شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جان محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ الدیوکی وغیرہ ہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب اپنے وقت کے فاضل اور کامل حضرات ہیں جنھوں نے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی تعریف کی ہے اور ان کے مخالفین کا رد عمل کیا ہے

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے ارشادات عالیہ

خواجہ ٔخواجگان حضرت محمد رضی الدین المعروف حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے پیر ومرشد ہیں۔آپ نے اپنے مرید اور مراد مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے بارے فرمایا ہے:

۱۔ میاں شیخ احمد فضل وکمال کے نیرّ تاباں ہیں، جن کی روشنی میں ہمارے جیسے کتنے ہی ستارے گم ہیں۔

۲۔ ہماری اور میاں شیخ احمد کی مثال خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ اور ان کے مرید، خواجہ عبید اللہ انصاری کی ہے کہ اگر وہ اور زندہ رہتے تو اپنے مرید سے شرفِ ارادت حاصل کرتے۔

۳۔ میاں شیخ احمد جیسی ہستی آج اس آسمان کے نیچے کوئی اور نہیں ہے۔

۴۔ صحابہ وتابعین کے بعد میاں شیخ احمد جیسی ہستیاں چند ہی گزری ہیں۔

Marfat.com

۵۔ میاں شیخ احمد قطبیت ارشاد و قطبیت مدار دونوں کے جامع ہیں۔

۶۔ میری محنت رائگاں نہیں گئی کیونکہ میاں شیخ احمد جیسی نادر الوجود ہستی کی تربیت کر چلا ہوں۔

۷۔ میاں شیخ احمد مرید نہیں بلکہ مراد اور محبوب ہیں۔

۸۔ راہِ سلوک میں ہمارا توقف میاں شیخ احمد کی توجہ ہی سے دور ہوا تھا۔

۹۔ میاں شیخ احمد کی ذات پر مجھے فخر ہے۔

۱۰۔ میاں شیخ احمد کے ذریعے ہی مجھ پر روشن ہوا کہ توحید وجودی تنگ کوچہ ہے۔ تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

امام المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز معاصر یعنی خاتم المحققین، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) کی تصنیف الاخیار میں آپ کے مناصب جلیلہ و مناقب عالیہ یوں مرقوم ہیں "یہاں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے لیکن صرف دو ماہ اور چند دنوں کی خدمت کے بعد سلسلہ نقشبندیہ کی مکمل تعلیم و اجازت لی۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے اپنے ایک دوست کو لکھا ہے کہ سرہند میں ایک بہت بڑے عالم و عامل ہیں جن کا نام شیخ احمد ہے۔ انہوں نے چند روز میرے پاس نشست و برخواست کی، جس میں مَیں نے ان کے عجیب عجیب حالات دیکھے ہیں اور ان کے اوقات و اعمال صالحہ کے پیش نظر یقین ہے کہ عنقریب وہ ایسا روشن آفتاب بن کر چمکیں گے کہ جس سے ساری دنیا جگمگا جائے گی۔ نیز خواجہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں جن کے سایہ میں ہم جیسے ہزاروں تارے چھپے ہوئے ہیں"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مرید خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا ہے کہ

Marfat.com

''ان ایام میں میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے حق میں فقیر کی صفائی قلب حد سے زیادہ ہے۔ پردہ بشریت وحجاب جبلّت درمیان میں حائل نہیں رہا۔ برادرِ طریقت ہونے کی رعایت اور انصاف کا تقاضا اور عقل کا حکم یہ ہے کہ ایسے عزیزوں اور بزرگوں کے ساتھ بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ میرے باطن میں ذوق ووجدان اور غلبہ حال سے ایک کیفیت پیدا ہوگئی ہے جس کے بیان سے زبان قاصر ہے۔ دلوں کو پھیرنے والی اور احوال کے بدلنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ شاید ظاہر بین لوگ اس بات کو دور از عقل خیال کریں، میں نہیں جانتا کہ یہ حالت کیا ہے اور کیوں ہے؟ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی اولاد کو ایک طویل مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ ''جو مسودات میں نے میاں شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر اعتراضا لکھے ہیں ان سب کو پانی سے دھوڈالو کیونکہ جو کدورت ان کی نسبت میرے دل میں پیدا ہوئی تھی وہ صفائی میں تبدیل ہو چکی ہے'' (سید زوار حسین، حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۷۳۔۷۴ بحوالہ: احوال الامام الربانی للمعرب بر حاشیہ دفتر اول ص ۳۹۔۴۱)

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی علیہ الرحمہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نہایت تعظیم وتکریم فرماتے تھے۔ آپ کے مجدد الف ثانی ہونے کا اقرار کرتے، حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو برا کہنے والوں کی شدت سے تشنیع کرتے اور جو مکتوبات حضرت کی خدمت میں بھیجتے ان میں آپ کو ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے مخاطب فرماتے تھے۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے ہی حضرت کو سب سے پہلے اس لقب سے ملقب کیا ہے، بعض مخالفین کے شبہ کے ردّ میں مولانا موصوف کی یہ عبارت بھی نقل کی گئی ہے ''اکابرِ ملّت کے کلام میں ان کی مراد سمجھے بغیر نقص نکالنا جہالت ہے اور اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا اور ملجائے مشیخت، معدن عرفان شیخ احمد (سرہندی) کے کلام کا رد کرنا جہالت اور عدم فہم کی وجہ سے ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے رسالہ

Marfat.com

''ردِّروافض'' کی شرح فرمائی ہے جس کا کچھ حصہ (قلمی) جناب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب، شاہجہانپوری مدظلہ العالی کے پاس ہے، شاہ صاحب اس شرح کے شروع میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

یہ رسالہ جس کو اوحد زمان، فرید آواں، شریعت وطریقت میں راسخ، معرفت و حقیقت کے کوہِ بلند، ناصر سنت، قاطع بدعت، اللہ کا روشن چراغ جس کو عالم میں اس لئے رکھا گیا کہ مومن بندوں میں سے جو چاہے اس سے روشنی حاصل کرے۔ اللہ کے دشمنوں یعنی کافروں اور مبتدعین پر سیف مسلول، امام وعارف مولانا شیخ احمد فاروقی ماتریدی حنفی نقشبندی سرہندی علیہ الرحمہ نے تصنیف کیا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور وسط جنت خلد میں جگہ عنایت فرمائے اور خطیرہٗ رضامندی میں ان کا مسکن بنائے'' آمین۔ بعد ازآں شاہ صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے احسانات شمار کرائے ہیں اور تحریر فرمایا ہے۔

''ان امور کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہوگئی کہ ان سے محبت کرنے والا شخص مومن متقی ہے اور ان سے بغض وعداوت والا شخص فاجر وشقی ہے''

نیز حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: ''شیخ مجدد علیہ الرحمہ اس دور کے پیش خیمہ ہیں، اس دور کے بہت سے مخصوص معارف اور علوم، شیخ کی زبانِ مبارک سے رمز واشارہ کے طور پر صادر ہوئے ہیں۔ شیخ اس دور کے قطب ارشاد ہیں۔ آپ کے ہاتھوں پر بہت سے طبعی گمراہ اور بدعتی تائب ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی تعظیم عین مدد رومکوّن کائنات (یعنی حق سبحانہ، تعالیٰ) کی تعظیم ہے۔ حضرت شیخ کے انعامات وبرکات کا شکریہ عین ایزدِ متعال کے انعامات کا شکریہ ہے''

نواب صدیق حسن خاں مرحوم کا خراجِ عقیدت

نواب صاحب مرحوم باوجودیکہ مسلکاً ''اہلِ حدیث'' اور اپنے مسلک میں بڑے راسخ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک راسخ العقیدہ حنفی اور فقہ حنفی پر بڑا اعتماد و یقین

Marfat.com

رکھنے والے ایک مقلد صوفی ہیں لیکن نواب صاحب مرحوم اپنی کتاب "تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار" میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

"آپ عالم و عارف اور کامل و مکمل تھے، اپنے زمانے میں طریقۂ نقشبندیہ کے امام تھے۔ صوفیوں کے لئے سلوک کے راستوں میں مجدد اور طریقت میں خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا سلسلہ ہندوستان سے ماوراء النہر اور شام و روم اور اقصائے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ مقامات کی انتہا پر پہنچنے اور ان کی معرفت حاصل کرنے میں جو اعلیٰ درجے کا علم اور کمال درجہ کا تبحر ان کو حاصل تھا اس پر ان کے مکتوبات شاہد اور روشن دلیل ہیں۔ اتباع سنت اور ترک بدعت پر حریص تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مرزا مظہر جان جاناں علیہما الرحمہ جیسے حضرات کا ان کے سلسلہ طریق میں داخل ہونا ان کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لئے کافی ہے" شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ کو شروع میں آپ کے قال و حال پر انکار تھا لیکن آخر کار اس انکار سے رجوع فرمایا اور ظاہر و باطن میں آپ کی فضیلت کا اعتراف کرلیا۔"

خلاصہ یہ کہ اپنے زمانے میں اہل سنت و جماعت کے امام تھے۔ ظاہر و باطن میں ان کا طریقہ عالیہ کتاب و سنت پر مبنی ہے اور جو چیز ان دونوں محکم اصولوں کے مخالف ہو وہ ان کے طریقہ میں مقبول نہیں۔ معرفت و قبول کی منزلوں پر پہنچنے کے لئے آپ کے مکتوبات اصول عظیمہ ہیں، طالب صادق اور سالک راغب کو کسی وقت ان مکتوبات کے مطالعہ سے بے نیازی حاصل نہیں، نواب صاحب اپنی تصنیف ریاض المرتاض میں اسطرح رقمطراز ہیں کہ

"مجدد الف ثانی کے کشف کے مرتبہ بلند کو اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ سب کشف چشمہ ہوش سے سرزد ہوئے اور کبھی کوئی کشف شریعت کے مخالف نہ ہوا۔ بلکہ اکثر کی تو شریعت مؤید ہے اور بعض کشف ایسے ہیں کہ شریعت ان سے ساکت ہے۔ اولیائے کرام میں ان کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں اولوالعزم نبیوں کا مرتبہ"

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک بے شمار علما و صوفیا نے

Marfat.com

آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے لیکن دور جدید کے قارئین کے لئے عقیدت مندوں کا خراجِ عقیدت پیش کرنا زیادہ وزن نہیں رکھتا، اس لئے یہاں صرف ان حضرات کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت مجدد کو تاریخ کے آئینے میں دیکھا ہے۔ جو عقیدت منداورارادت مند نہیں بلکہ مورخ اور محقق ہیں۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں ''جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی آگے آئے، آپ کی مسلسل کوششوں سے تحریک احیائے دین کا آغاز ہوا، چنانچہ اس انقلاب وتبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی گئیں وہ اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب عالم گیر کے درباروں کی بدلتی فضا میں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ اکبر بادشاہ آزاد خیالی اور الحاد کا نقطہ عروج تھا، جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزاد خیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔ شاہجہان اگرچہ ایک پارسا سنی مسلمان تھا اور دربار میں کسی قسم کی مذہبی ڈھیل برداشت نہیں کرتا تھا۔ تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا۔ اورنگزیب عالمگیر سنیوں کا نشان نصرت تھا''

ڈاکٹر محمد یلین مغل

مغلیہ دور کی سیاست پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''دور جہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر مغل سیاست پر حضرت مجدد کے اثرات کا کوئی ذکر نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے''

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام

مغل سیاست وحکومت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''بلا شبہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ دور اکبری سے لے کر دور عالمگیری تک حکومت کی مذہبی پالیسیوں میں جو نشیب وفراز آتے رہے وہ بڑی حد تک حضرت مجدد اور آپ کی تعلیمات ہی کی وجہ سے آئے''

Marfat.com

ڈاکٹر حفیظ ملک

ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمہ پر حضرت مجدد کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کی عظمت اور جہانگیر بادشاہ کے سامنے تعظیمی سجدہ کرنے سے انکار کو ڈاکٹر اقبال نے بہت سراہا ہے۔ مسلمانوں کے لئے آپ نے جو خدمات انجام دیں اُن کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اقبال نے آپ کو ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ کا روحانی نگہبان و پاسبان قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو خطرات اکبر بادشاہ کی مذہبی اور سیاسی بدعات واختراعات میں پوشیدہ تھے، اللہ نے اس سے آپ کو بروقت آگاہ اور خبردار کردیا"

ڈاکٹر زبید احمد

شیخ احمد سرہندی کو بجا طور پر مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے دوسرے ہزار سال کے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونکی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکبر اعظم کی ملحدانہ سرگرمیوں کا مقابلہ کیا۔

پروفیسر عزیز احمد

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی نگارشات اور آپ کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے اندر پیدا ہونے والے مذہبی انتشار اور الحاد کو روکا۔ آپ نے مذہب کی حرکیت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ مجتمع کیا۔ اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکرِ اسلامی کے سلسلے میں آپ کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

اکبر کے دینی عقائد سے آپ کو بنیادی اختلاف تھا۔ جہانگیر کو مخلوق میں آپ کا بڑھتا ہوا اقتدار اور اثر پسند نہ آتا تھا۔

Marfat.com

ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمہ

اقبال اپنی ایک نظم میں ''پنجاب کے پیرزادوں کو مخاطب کر کے یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے　　جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان!　　اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار!
(بال جبریل)

مولانا ابوالکلام آزاد

اکبر بادشاہ کے عہد کے اختتام اور عہد جہانگیری کے اوائل میں کیا ہندوستان علما و مشائخ حق سے بالکل خالی ہو گیا تھا؟ کیسے کیسے اکابر موجود تھے لیکن مفاسد وقت اور اصلاح وتجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا۔ صرف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا وجودِ گرامی ہی ''تن تنہا'' اس کاروبار کا کفیل ہوا۔

سید عروج احمد قادری

امام ربانی قدس سرہٗ کا مجاہدانہ کارنامہ اقامت سنت اور ردِّ بدعت کے ساتھ ان کا بے انتہا شغف، اسلام کے ساتھ ان کی پر جوش محبت، ان کی حق پرستی وحق دوستی اور ان کا تقویٰ وطہارت اپنی جگہ آفتاب کی طرح روشن اور ثابت ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ یورپ کی نظر میں

''الفرقان'' کے مجدد نمبر ۱۳۵۴ھ میں اس عنوان کے تحت چند سطریں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ''مدیر صدق'' لکھنؤ کی بھی شائع ہوئی تھیں وہ بھی ملاحظہ ہوں:

''یورپ کی نظر میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اصل حیثیت مبلغ دین کی ہے۔ ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب پریچنگ آف اسلام میں ہے بادشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۸ء) کے عہد

Marfat.com

میں ایک سنی عالم شیخ احمد مجدد نامی تھے جو شیعی عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے۔ شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ حاصل تھا۔ ان لوگوں نے کسی بہانہ سے انھیں قید کرادیا۔ دو برس وہ قید میں رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زندان میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش اسلام بنالیا۔

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھکس (مذہب واخلاقیات کی دائرۃ المعارف) میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہے: "ہندوستان میں سترہویں صدی میں ایک عالم جن کا نام شیخ احمد مجدد تھا، ناحق قید کردیئے گئے تھے۔ ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے قید خانہ کے ساتھیوں میں سے کئی سو بت پرستوں کو مسلمان بنالیا"

Marfat.com

کشف وکرامات اور خوارق وتصرفات

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی کرامت تو آپ کا کلام ہے جس میں آپ نے ذات وصفاتِ الٰہی کے معارف وحقائق بالکل نئے انداز سے شریعت کے مطابق بیان فرمائے ہیں جو گزشتہ اولیائے کرام علیہم الرحمہ کے بیان کردہ حقائق ومعارف سے بدرجہا بڑھ کر اور واضح تر ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تمام کراماتِ اولیا اس امت کے پیغمبر علیہ السلام کے معجزات ہیں، کیونکہ جس طرح معجزات ترویج وتقویت دین کے لئے تھے اسی طرح خوارق اولیا بھی اسی مقصد کے لئے ظہور میں آتے ہیں، ان خوارق کے اظہار سے ان کا مقصد حصول جاہ ومال اور شہرت وغیرہ نہیں ہوتا بلکہ اس نیت کے باوجود وہ آخر عمر میں ظہور خوارق سے نادم بھی ہوئے ہیں۔

حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ السامی کی ذاتِ اقدس اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے کہ آپ کے کشف وکرامات اور خوارق وعادات بیان کر کے موصوف کا وصف بیان کیا جائے، لیکن چونکہ اولیائے کرام کے حالات قلمبند کرنے والوں کا معمول ہے کہ وہ ان حضرات کے بعض خوارق وعادات بھی درج کیا کرتے ہیں اور سیرت کا یہ بھی ایک جزو اعظم سمجھا جاتا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ کشف وکرامات جو معتبر کتابوں میں درج ہیں ان میں سے چند بطور تبرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔

آپ کی بتائی ہوئی دعا کی برکت سے آگ سے حفاظت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے کئی مخلص احباب نقل کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضرت ایک سرائے میں فروکش ہوئے۔ آپ نے اچانک احباب سے فرمایا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آج اس سرا میں کوئی بلا نازل ہوگی اور تمام اہل سرائے پر اس کا اثر ہوگا۔ پس تم لوگ ایک دوسرے کو خبردار کردو کہ ہر شخص اس دعائے ماثورہ کا ورد رکھے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ

Marfat.com

مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اور اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔اور جو کوئی اس دعا کا ورد رکھے گا حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سے اس بلا سے محفوظ رہے گا۔آپ کے اس فرمانے کے بعد ابھی ایک ساعت نہ گزری تھی کہ اس سرائے میں بہت شدت کی آگ لگی، ہر چند اس کو بجھانے کی کوشش کی گئی مگر کچھ سودمند نہ ہوئی۔ بہت سے مکانات اور بہت کچھ مال ومتاع جل گیا۔ مولانا عبدالمومن لاہوری علیہ الرحمہ کا اسباب بھی جل گیا جو آپ کے مخلصوں میں سے تھے۔ جب وہ جلا ہوا اسباب اٹھا کر حضرت کی خدمت میں لائے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں دعائے ماثورہ پڑھنے کی کسی نے خبر نہیں کی۔ انہوں نے عرض کیا، جی نہیں۔ چنانچہ آپ دوستوں پر ناراض ہوئے۔ غرضیکہ جس نے دعائے ماثورہ کا ورد رکھا اس کا سامان جلنے سے محفوظ رہا۔

آپ کی دعا سے لڑکے کا دراز عمر ہونا

حضرت مجدد الف ثانی کے ایک عزیز کے ہاں اولاد تو ہوتی تھی لیکن بچپن ہی میں انتقال کر جاتی تھی جس کی وجہ سے وہ پریشان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ جب ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس لڑکے کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہے اور بڑا ہو تو حضرت کی غلامی میں رہے گا۔ حضرت نے توجہ کے بعد فرمایا کہ اس کا نام عبدالحق رکھو انشاء اللہ زندہ رہے گا اور عمر پائے گا۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کی برکت سے وہ لڑکا زندہ رہا اور معمر ہوا۔

آپ کی برکت سے اہل قبور سے ہمیشہ کیلئے عذاب اٹھالیا گیا

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک روز اپنے والد ماجد کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں خیال آیا کہ حدیث نبوی علیٰ مصدرہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے کہ جب کوئی عالم کسی مقبرہ پر گزرتا ہے تو اس مقبرہ سے چالیس روز تک کے لئے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ فوراً الہام ہوا کہ آپ کے آنے کی وجہ سے ہم نے قیامت تک اس مقبرہ سے عذاب اٹھالیا۔

Marfat.com

ایک امیر زادے کی عتابِ سلطانی سے خلاصی

ایک امیر زادے کو سلطانِ وقت نے بوجہ ناراضگی لاہور سے طلب کیا اور اس قدر ناراضگی کا اظہار کیا کہ جیسے آتے ہی اس کو ہاتھی کے پاؤں تلے کچل دیا جائے گا۔ وہ امیر زادہ اپنے وطن سے روانہ ہو کر سرہند شریف سے گزرا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت عاجزی و انکساری سے اپنی جاں بخشی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت تھوڑی دیر مراقب رہے اور ارشاد فرمایا کہ ''اطمینان رکھو، بادشاہ سے کچھ تکلیف تم کو نہ پہنچے گی بلکہ الطاف شاہانہ سے سرفرازی پاؤ گے'' چند روز کے بعد خبر ملی کہ بادشاہ امیر زادے کو دیکھ کر مسکرایا، چند کلماتِ نصیحت اس سے کہے اور باالطاف خسروانہ خلعت خاص عطا کر کے خدمت مقرر پر روانہ کر دیا۔

شہزادہ خرم کو بشارتِ تاج وتخت

روضۃ القیومیہ کی شہادت ہے کہ شہزادہ خرم بحالتِ روپوشی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدد کی درخواست کی۔ آپ نے تسلی دی اور فرمایا کہ مجھے بارگاہ خداوندی سے القا ہوا ہے کہ جہانگیر کے بعد شاہجہان کے لقب سے تم ہی تاج وتخت کے مالک بنو گے اور ایک عرصے تک سلطنت تمہاری نسل میں رہے گی۔ شہزادہ بہت خوش ہوا اور آپ کی ایک دستار مبارک بطور تبرک لے گیا جو مدتوں شاہانِ مغلیہ کے پاس رہی۔

قرآنی استخارہ سے حضرت مجدد قدس سرہٗ کا ذکر خیر

شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو ہندوستان کے بہت بڑے عالم اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں ایک عالم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک موقع پر حضرت مجدد قدس سرہٗ کا ذکر آ گیا۔ وہ عالم آپ پر طعن و تشنیع کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ میں آپ کی صحبت میں بہت بیٹھا ہوں اور بہت سے دوسرے مشائخ کو بھی میں نے دیکھا ہے مگر جو صفائے قلبی اور اتباع سنت نبوی ﷺ حضرت مجدد قدس سرہٗ کے ہاں دیکھی ہے

Marfat.com

وہ دوسروں کے یہاں نہیں دیکھی نہ کہیں سنی۔ وہ عالم پھر یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ آیئے ہم دونوں تازہ وضو کریں اور قران مجید کھولیں جو آیت کریمہ نکلے ہم اسے آپ (مجدد علیہ الرحمہ) کے حالات سے متعلق فال سمجھیں گے۔ اس عالم نے یہ بات پسند کی۔ ہم دونوں نے تازہ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اس عالم نے قرآن پاک ہاتھ میں لیا اور پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اسے کھولا تو یہ آیت سامنے آئی:

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ط (النور: ۳۷)

(اللہ کے نیک بندوں کے لئے تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے مانع نہیں)

گستاخی کی سزا

ایک امیر نے جو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مریدوں میں سے تھا، ایک دن یہ سنا کہ آپ بادشاہ کے وزیر کے یہاں تشریف لے گئے ہیں۔ وہ دل تنگ ہو کر کہنے لگا کہ آپ کو یہ زیبا نہیں کہ دنیا والوں کے گھر تشریف لے جائیں۔ وہاں آپ کے ایک مخلص بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ آپ کسی مسلمان کی حاجت روائی یا امورِ دین کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ہوں گے اور یہ کہ اولیاء پر اعتراض کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اس امیر نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ رجال الغیب کی ایک جماعت آئی ہے اور اس کو (امیر کو) مجرموں کی طرح کھینچ کر لے گئی ہے اور چھری نکال کر اس کی زبان قطع کرنا چاہتی ہے کہ تو نے آپ پر کیوں اعتراض کیا۔ اس امیر نے بہت کچھ توبہ اور استغفار کیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس امیر نے ہرگز آپ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اس کی عقیدت ومحبت میں اضافہ ہو گیا۔

تہجد کے لئے اٹھایا جانا

حضرت مجدد قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ مجھ کو نماز تہجد کے لئے ہمیشہ اذان یا اعلام یا کسی آواز کے ذریعے سے بیدار کر دیا جاتا تھا اور میں کبھی اپنے اختیار سے نہیں اٹھتا تھا مگر ایک دفعہ صاف اور واضح طور سے آواز نہ آئی تھی کہ میں بیدار ہو گیا۔ پھر میں نے خیال کیا کہ میں کون ہوں جو اپنے اختیار سے اٹھوں اور اس کی بندگی واطاعت میں مصروف ہوں لہٰذا میں

Marfat.com

پھر سو گیا۔ ایک لحظہ نہ گزرا تھا کہ ہر طرف سے اذان واعلام کی آواز آنے لگی اس وقت میں اٹھا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔

لیلۃ القدر کی زیارت ہونا

ایک مرتبہ ستائیسویں شب ماہِ رمضان المبارک میں آپ نے فرمایا کہ آج شبِ قدر ہے اور تراویح سے فراغت پانے کے بعد فرمایا کہ لیلۃ القدر کی ساعت شریفہ میں مجھ پر غیبت طاری ہوئی اور اس ساعت کا آخری حصہ نصیب ہوا جس طرح کہ ایک لشکر آگے چلا جائے اور بچے ہوئے لوگ آہستہ چلنے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ایسا ہی میں نے اسے دیکھا۔

مصاحبت کو خلوت پر فضیلت

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میرا ارادہ ہوا کہ کسی مقامِ خلوت میں جا کر گوشہ نشین ہو جاؤں اور سب سے خلوت اختیار کر لوں۔ میں نے استخارہ کیا اور بارگاہِ رب العزت سے اجازت طلب کی۔ خطاب مستطاب آیا کہ طریقۂ محبوب و پسندیدہ و مناسب ولائق یہی ہے جس پر اسوقت قائم ہو نہ کہ طریق گوشہ نشینی اور تنہائی۔

نمازِ تہجد سے مقامِ محمود کی برکات کا حاصل ہونا

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں سورہ بنی اسرائیل تلاوت کر رہا تھا جب اس آیت فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل: ۷۹) پر پہنچا تو دل میں خطرہ گزرا کہ شاید ادائے نمازِ تہجد کو مقامِ محمود کی برکات حاصل ہونے میں جو کہ شفاعت کا مقام ہے کوئی دخل نہیں ہے۔ آپ سے پوچھنا چاہئے۔ چنانچہ میں اس ارادہ سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے از خود فرمایا کہ نمازِ تہجد کو لازم رکھو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں ادا کرتا ہوں۔ فرمایا جو شخص تہجد پڑھتا ہے مقامِ محمود سے بہرہ تمام حاصل کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اسی بات کا حل معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوا تھا۔ الحمد اللہ کہ حضرت کی توجہ سے بلا استفسار کے مطلب حاصل ہو گیا۔

Marfat.com

چادر ذریعہ شفاء

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مرید نے بیان کیا کہ میں بیمار تھا اور تپ محرقہ میں مبتلا تھا۔ ضعف و ناتوانی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ عزیز و اقارب نے میری خاطر شب بیداری کی تاکہ نزع کے وقت حاضر رہیں۔ میں نے حضرت علیہ الرحمہ کی طرف توجہ کی تو میں نے شدتِ مرض میں دیکھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا۔ بہت سفید چادر اوڑھے ہوئے تھا جو سر سے پیر تک تھی اور چہرہ بھی ڈھکا ہوا تھا۔ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ چادر حضور سرورِ کائنات ﷺ نے قطب وقت حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی کے لیے بھیجی تھی اور انہوں نے تمہارے لئے بھیجی ہے۔ میں وہ تم کو اڑھاتا ہوں۔ اس کی برکت سے تم کو صحت حاصل ہوگی (انشاء اللہ) اس نے مجھے سر سے پیر تک اڑھادی۔ جب میں نے اس چادر پر ہاتھ بڑھایا تو اس سے کچھ بھی میرے ہاتھ نہ آیا اور میرے پیر کی طرف سے برودت مجھ میں سُرایت کر گئی جو سر تک پہنچ گئی۔ جب میری بہن نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے ہیں تو وہ یہ سمجھی کہ میرا وقت آخر ہے۔ وہ دوڑی اور مجھے بغل میں لے کر رونا، چیخنا اور نالہ کرنا شروع کر دیا۔ میں اس کے شور و غل سے جاگ اٹھا اور بہن سے کہا کہ میں اچھا ہوں، غم نہ کرو۔ میں نے شوربا منگوایا، پیا اور اچھا ہوگیا۔ چنانچہ میں نے صبح کی نماز کھڑے ہو کر پڑھی۔

بابرکت پانی

ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد علیہ الرحمہ نے واقعہ میں دیکھا کہ آپ سے کہا جا رہا ہے کہ فیروز آباد کے مریدین پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے لیکن جو شخص حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے وضو کا پانی پیے گا اس بلا سے نجات پائے گا۔ خواجہ حسام الدین احمد علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ وضو کا مستعمل پانی پینا مکروہ ہے۔ کتبِ فقہ میں اس مسئلے کی تلاش کی گئی تو اس قدر اجازت مل سکی کہ اگر چوتھی مرتبہ اعضاء کو بغیر قربت کی نیت کے دھویا جائے تو وہ پانی مستعمل نہیں ہوتا اور اس کا پینا مکروہ نہیں ہے۔ پس چوتھی بار کا بچا ہوا پانی تمام حضرات نے یعنی حضرت خواجہ حسام الدین

Marfat.com

احمد علیہ الرحمہ کے اور آپ کے مریدوں نے پورے اعتقاد کے ساتھ پیا اور اللہ پاک نے اس کی برکت سے ان سب کو اس بلا سے نجات بخشی۔

پیراہن مبارک سے مریض کا شفا پانا

مولانا محمد امین ابتدا میں خواجہ سورتی کے مرید تھے۔ کسی شدید مرض میں مبتلا ہو گئے، دعا اور دوا نے بھی اثر کرنا چھوڑ دیا۔ آخر ایک شخص کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا اور بصد نیاز و انکسار توجہ فرمانے کیلئے عرض کیا اور کوئی کپڑا بھی تبرکاً عنایت فرمانے کی درخواست کی۔ حضرت کو ان کے حال پر رحم آیا۔ عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ضعف کی شدت سے اندیشہ نہ کرو، ہمارا دِل تمہاری طرف سے مطمئن ہے۔ انشاء اللہ ضرور صحت پاؤ گے۔ فقیر کا کپڑا تم نے طلب کیا تھا اس لئے ایک پیراہن بھیجا جاتا ہے۔ اسے پہنو اور اس کے نتائج وثمرات کے امیدوار رہو کہ کثیر البرکت ہے۔ مولانا نے پیراہن پہنا اور برسوں کی بیماری سے فوراً رہائی پائی مرید صادق بنے اور تمام عمر جمعیت و استقامت سے حضرت کی خدمت میں بسر کی اور فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو کر اصحابِ خاص میں داخل ہوئے۔

مرضِ قولنج سے شفا

حضرت مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک دولت مند پیرزادہ کو جو ماں کی طرف سے شاہی خاندان سے بھی تھا، مرضِ قولنج لاحق ہوا۔ بہت علاج کرائے لیکن مطلق فائدہ نہ ہوا۔ اس نے اپنے ایک دوست کے ذریعہ اس فقیر کو پیغام بھیجا کہ میں اس کے لئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے درخواست کروں۔ چنانچہ میں نے حضرت علیہ الرحمہ سے اس کی صحت کیلئے توجہ کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ میں توجہ کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ دوسرے دن صبح آپ نے تنہائی میں مجھ سے فرمایا کہ تہجد کے بعد میں ان کی دفع بلیہ کی طرف متوجہ ہوا اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کی چنانچہ بعنایتِ الٰہی ان کی تکلیف دور ہو گئی۔ تم جا کر ان کو خوشخبری سنا دو۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ مجھے دیکھتے ہی اٹھے اور دوڑ کر مجھ سے ملے اور کہا کہ حضرت کی دعا کی برکت سے اب میرا درد موقوف ہو گیا ہے۔

Marfat.com

دعا کی برکت سے اسلام لانا

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں عبدالمومن نومسلم موجود تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ''مانگ کیا مانگتا ہے جو مانگے گا ملے گا'' اس نے کہا سرکار میرے ماں اور بھائی سخت قسم کے کافر ہیں۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ مسلمان ہو جائیں مگر وہ نہیں ہوئے۔ آپ دعا فرمائیں کہ مسلمان ہو جائیں۔ حضرت نے فرمایا کچھ اور بھی چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ حضرت کی توجہ سے مجھے سب کچھ حاصل ہو جائے گا مگر بالفعل ان کے اسلام کی تمنا ہے۔ فرمایا بہت اچھا، وہ جلد ہی مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ تیسرے دن اس کی ماں اور بھائی سامانہ سے سرہند آئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

ایک مرید کے دل سے غیر عورت کی محبت کا دور کرنا

خواجہ حسام الدین احمد علیہ الرحمہ کے صاجزادے خواجہ جمال الدین حسین اپنے والد بزرگوار کے حکم سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں سرہند شریف حاضر ہوئے صاجزادہ خواجہ جمال الدین حسین نے فرمایا کہ جب میں خدمت عالی میں حاضر ہوا اور حضرت نے مجھ کو ذکر کی تعلیم دیکر توجہ فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے دل میں کسی عورت کی محبت کا نقش ایسا جما ہوا پاتا ہوں جس طرح کہ پتھر مٹی میں۔ سچ کہو کیا بات ہے۔ جب تک کہ اس کی محبت کا نقش تمہارے دل سے نہ نکل جائے گا خدا کی محبت سے تم مستفیض نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا کہ پھوپی کی ایک کنیز سے میرا تعلق ہے اور میں اس کا شیفتہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی اور اس کے تعلق سے میرے دل کو پاک کر دیا۔ اس کی محبت میرے دل سے اس طرح جاتی رہی گویا کہ کبھی اس سے الفت ہی نہ تھی۔

دوسری بیوی سے اولاد کی بشارت

ایک امیر نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جوانی سے گزر کر بڑھاپے کو پہنچ گیا مگر کوئی اولاد نہیں ہوئی، میرے حال پر توجہ فرمائیے۔

Marfat.com

حضرت کچھ دیر مراقب رہے اور فرمایا کہ لوحِ محفوظ میں اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں پائی جاتی ۔ اگر دوسری شادی کرو تو بیشک اس سے اولاد ہوگی اور وہ تمھارے بعد تمہاری یادگار رہے گی ۔ اتفاقاً اس کی اس بیوی نے بقضائے الٰہی وفات پائی ۔ اس کے بعد اس شخص نے دوسری شادی کی جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے ۔

بچھڑے ہوئے مسافر کو قافلہ میں پہنچانا

حضرت مولانا بدرالدین سرہندی کے چچا شیخ محمد یامین بیان کرتے ہیں کہ اصفہان کے سفر سے واپسی پر گھوڑے سے میری خرجین (گونی) گر گئی ۔ اس کی تلاش میں اتنا وقت لگ گیا کہ قافلہ نظر سے غائب ہوگیا ۔ قافلہ کی جدائی سے میں سخت حیران و پریشان ہوا ۔ ہر طرف دوڑا مگر قافلہ کا کہیں پتہ نہ چلا ، مایوس ہوکر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور چشمہ کے کنارے بیٹھ کر وضو کیا اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا کی اور تصور میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی طرف رجوع کیا ۔ تھوڑی دیر نہ گزرنے پائی تھی کہ حضرت علیہ الرحمہ اسپ عراقی پر سوار میرے سامنے آموجود ہوئے فرمایا کہ اپنا ہاتھ مجھ کو دو اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو بھی اپنے گھوڑے پر سوار کرلیا ۔ گھوڑے کو تیز دوڑایا چنانچہ ایک گھڑی بعد قافلہ نظر آنے لگا تب مجھ کو گھوڑے سے اتار دیا اور فرمایا اب تم قافلے میں چلے جاؤ ۔ میں قافلے کی طرف روانہ ہوا تو آپ میری نظروں سے غائب تھے ۔

موت کا اشارہ

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مخلص معتقدین میں سے ایک صاحب نے حاضر ہوکر اپنے لڑکے کی صحت کے لئے درخواست کی اور کچھ نذرانہ بھی پیش کیا ۔ حضرت نے اس کا نذرانہ قبول نہ فرمایا حالانکہ اس نے نذرانہ قبول کرنے کیلئے بہت کچھ التجا کی مگر قبولیت نہ ہوئی ۔ چونکہ آپ کا طریقہ ردِ فتوح کا نہ تھا اس لئے سب کو یقین ہوگیا کہ اس کا لڑکا بچنے والا نہیں ہے چنانچہ وہی ہوا کہ اسی روز شام کو لڑکے کا انتقال ہوگیا ۔

Marfat.com

قصورِ اعمال کی دید پر انعامِ الٰہی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ چند روز تک مجھ پر قصورِ اعمال کی دید اس درجہ غالب ہوئی کہ جب میں نماز اور سورہ فاتحہ میں لفظ اِیَّاکَ نَعْبُدُ پڑھتا تو حیران رہ جاتا کہ کیا کرنا چاہیے۔ اگر پڑھتا ہوں تو آیہ شریفہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:۲) (تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے) کا مصداق ہو جاتا ہوں اور اگر نہیں پڑھتا تو واجب ترک ہو جاتا ہے۔ ندا آئی کہ ہم نے تجھ سے شرک فی العبادات اٹھا لیا۔ اس وقت آیہ کریمہ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (الزمر:۳) (یاد رکھو خالص دین اللہ ہی کیلئے ہے) کا مطلب ظاہر ہوا۔

آپ کی قبر مبارک جنت کا باغ ہے

آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے فرزند خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کی قبر کے مقابل دفن کیا جائے، میں نے وہاں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ دیکھا ہے۔

آپ کے معارف بارگاہِ مہدی موعود میں مقبول ہوں گے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ پر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمارے تحریر کردہ معارف و حقائق حضرت مہدی موعود کی نظر مبارک سے گزریں گے اور ان کی بارگاہ میں مقبول ہوں گے۔

بارانِ رحمت

ایک مرتبہ حضرت مجدد قدس سرہٗ سیر و تفریح کے ارادے سے دشت و بیابان کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستے میں گرم ہوا اور گرد و غبار بہت زیادہ ہو گیا۔ جو حضرات ساتھ تھے اور پا پیادہ تھے ان پر پیاس اور گرمی اور تھکاوٹ نے غلبہ کیا۔ لیکن آپ کے جلال اور رعب کی وجہ سے جو سب کے دلوں پر متمکن تھا، آپ سے عرض حال کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ یہ خطرات ان حضرات کے دلوں میں جاری تھے کہ حضرت علیہ الرحمہ نے مولانا یوسف سمرقندی علیہ الرحمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ سورج کی گرمی اور گرد و غبار کی شدت سے احباب کو تکلیف

Marfat.com

ہو رہی ہے۔ مولانا نے عرض کیا کہ حضرت کو خود ہی معلوم ہے، ہم لوگوں کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ مسکرائے اور آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے خاموشی سے کچھ پڑھا۔ چند قدم نہ چلے تھے کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور اس نے آپ پر اور آپ کے احباب پر سایہ کر لیا اور صرف اسی قدر بارش ہوئی جتنی کہ گرد وغبار کے دفع کرنے کے لئے ضروری تھی اور بادِ شمال بہت اعتدال کے ساتھ چلنے لگی کہ سب سے راستے کی کوفت، ہوا کی گرمی اور گرد وغبار کی تکلیف دور ہو گئی۔ حالانکہ وہ موسم بادل اور پانی کا نہیں تھا۔

علامہ طاہر بندگی لاہوری کی شقاوت کو سعادت میں بدل دیا

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے اس مقام ومنصب کے اظہار کی خاطر قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۲۲۵ھ) نے آیت یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے صاحبزادوں کے معلم علامہ طاہر لاہوری علیہ الرحمہ کی پیشانی کو نور بصیرت سے دیکھا تو اس پر شقی لکھا ہوا تھا۔ اس امر کا تذکرہ صاحبزادوں سے کیا تو وہ با اصرار ملتمس ہوئے، حضرت! دعا فرمائیے کہ یہ شقاوت، سعادت میں تبدیل ہو جائے۔

مجدد صاحب نے فرمایا کہ ہم نے لوحِ محفوظ میں دیکھا تو اس میں یہ (شقاوت) قضائے مبرم تھی۔ جس کا بدلنا ممکن نہیں۔ جب معزز صاحبزادوں نے دعا کی پر زور التجا کی تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی یاد آیا کہ میری دعا سے قضائے مبرم بھی بدل جاتی ہے۔ اس کے پیش نظر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ اے اللہ تیرا فضل کسی ایک تک محدود نہیں ہے۔ میں تیری ذات سے پر امید ہوں اور تیرے فضل عمیم کا سوال کرتا ہوں کہ ملاّ طاہر کی پیشانی سے شقاوت کا لفظ مٹانے سے متعلق میری دعا قبول فرما۔ پس شقی کا لفظ مٹ گیا اور اس کی جگہ سعید لکھا گیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں۔

Marfat.com

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی عنایات ونوازشات

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا ذکر کرتے ہوئے میر محمد نعمان علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں کئی ایسے حضرات کو جانتا ہوں جو حضرت کی صحبت کی برکت سے قطب کے درجے کو پہنچ گئے تھے۔

حضرت مجدد کا مقبول اللہ اور رسول ﷺ کا مقبول ہے

حضرت میر محمد نعمان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے حضور انور ﷺ نے فرمایا، اے ابوبکر! میرے فرزند محمد نعمان کو بتادو کہ جو شخص شیخ احمد (حضرت مجدد علیہ الرحمہ) کا مقبول ہے وہ میرا اور میرے خدا کا مقبول ہے اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے وہ میرا اور میرے خدا کا مردود ہے۔ میں نے یہ بشارت سنی تو بے حد خوش ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا مقبول ہوں۔ اس لئے میں حق تعالیٰ کا بھی مقبول ہوں گا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ فنافی الرسول کے مقام پر فائز تھے

حضرت میر محمد نعمان علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں ایک روز صبح کے حلقے میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا۔ مراقبے سے سر اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے بجائے حضرت سید الکونین ﷺ تشریف فرما ہیں۔ مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی۔ جلدی سے میں نے سر جھکالیا اور شغل باطن (مراقبہ) میں لگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ بھی حضور انور ﷺ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پھر مراقبے میں سر جھکالیا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر سر اٹھایا تو دیکھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی جگہ پر حضور انور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اور حضور انور ﷺ کی جگہ پر حضرت مجدد علیہ الرحمہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے پھر مراقبے میں سر جھکالیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد پھر سر اٹھا کر دیکھا تو دونوں جگہ حضور انور ﷺ کو پایا اور پھر دونوں جگہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو

Marfat.com

پایا۔اس کے بعد دیکھا کہ صرف حضرت مجدد علیہ الرحمہ ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔یہ واقعہ بالکل آنکھوں دیکھا ہے۔خواب یا مکاشفہ نہیں ہے۔

رسالت پناہ ﷺ کی طرف سے فخر و مباہات

اس زمانے میں جبکہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا تھا اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ تعزیت کے لئے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے مریدین نے آپ سے تجدید بیعت کی تھی، خواجہ حسام الدین احمد علیہ الرحمہ نے واقعے میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور مجدد علیہ الرحمہ کی مدح وستائش میں خطبہ دے رہے ہیں اور آپ کے فقرات فصیحہ اور کلمات ملیحہ کی تعریف فرما رہے ہیں اور ان پر فخر و مباہات کا اظہار فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر نازاں ہوں کہ میری اُمت میں شیخ احمد جیسے بزرگ نے ظہور کیا ہے اور میرے دین متین کا مجدد ہوا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی اہلیہ محترمہ کو بشارت

حضرات مخدوم زادگان کی والدہ ماجدہ (یعنی آپ کی اہلیہ صاحبہ) نے جو زہرائے وقت تھیں، اپنی نئی شادی کے ایام میں اپنے والد ماجد الحاج شیخ سلطان کو خواب میں دیکھا (جب کہ وہ فوت ہو چکے تھے) کہ وہ فرما رہے ہیں کہ میں ابھی ابھی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر تھا۔آنحضرت ﷺ نے ایک کاغذ پر خاص طور سے مُہر کر کے تحریر فرمایا کہ میرے خاص صحابی چار ہیں اور پانچویں شیخ احمد ہیں۔(خواب ہی میں) میرے چچا شیخ زکریا اس واقعے کا انکار کر رہے ہیں اور میرے والد اُن سے فرما رہے ہیں کہ اس بات کا انکار مت کرو۔کیونکہ میں ابھی ابھی حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور اس واقعے کو میں نے خود دیکھا ہے اور اس واقعے میں کسی طرح کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔بیداری کے بعد اس واقعے سے میں حیرت میں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور انور ﷺ کی اور صحابہ کبار کی کامل پیروی کی بدولت اس

Marfat.com

مرتبے پر پہنچا دیا کہ جو شخص بھی آپ کو دیکھتا تھا یہی کہتا تھا کہ آپ کا طریقہ بعینہ وہی ہے جو صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم کا تھا۔

بخشش کی سند

حضرت امامِ ربانی علیہ رحمہ نے ایک رمضان کے آخری عشرہ میں فرمایا کہ آج ایک عجیب معاملہ گزرا۔ میں اپنے فرش پر لیٹا ہوا تھا میری آنکھ لگ گئی تو محسوس ہوا کہ کوئی دوسرا آدمی آ کر میرے فرش پر بیٹھ گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ سیّد اولین و آخرین ﷺ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہارے لیے اجازت نامہ لکھوں۔ اور اب تک میں نے کسی کے لئے اس طرح کی تحریر نہیں لکھی۔ میں نے دیکھا کہ اس اجازت نامہ کے متن میں وہ الطاف عظیمہ درج تھیں جو اس دنیا سے تعلق رکھتی ہیں اور اسکی پشت پر وہ عنایات کثیرہ درج تھیں جو اس عالم سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ اس بات کو دفتر سوم کے ایک مکتوب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

حضرت نبی ﷺ کی طرف سے مجھے (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرۂ) کو بشارت دی گئی ہے کہ ”کل (قیامت کے دن) کئی ہزار آدمیوں کو تمہاری شفاعت سے بخش دیں گے“

خواجہ مظہر جان جاناں علیہ الرحمہ کا مبارک خواب

خواجہ مظہر جان جاناں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کے جمال جہاں آراء کے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا کہ آپ ﷺ کے پہلو مبارک میں لیٹا ہوا ہوں اور آپ ﷺ کے نفس مبارک کی راحت مجھے پہنچ رہی ہے۔ اسی اثناء میں مجھے پیاس لگی، پیرزادگان سرہند بھی وہاں حاضر تھے، آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک کو پانی لانے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ تو میرے پیرزادے ہیں۔ فرمایا کہ میرا حکم بجالاتے ہیں۔ پس ان میں سے ایک عزیز پانی لایا۔ جسے میں نے سیر ہو کر پیا، عرض کیا یا رسول ﷺ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا ارشاد

Marfat.com

ہے؟ فرمایا میری امت میں ان کی مثل اور کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول ﷺ کیا اُن کے مکتوبات بھی آپ کی نظر مبارک سے گزرے ہیں؟ فرمایا اگر اس میں سے تمھیں کچھ یاد ہو تو سناؤ۔ میں نے آپ کے ایک مکتوب کی یہ عبارت پڑھی:

سُبْحَانَهٗ تعالیٰ وَرَاءُ الْوَرَاء ثم وَرَاءُ الْوَرَاء

(یعنی علم، فہم، عقل اور ادراک کی جہاں تک رسائی ہے اللہ کی ذات اس سے کہیں پرے ہے بلکہ اس سے بھی پرے ہے)

بہت پسند کیا۔ محظوظ ہوتے ہوئے فرمایا پھر پڑھو۔ میں نے دوبارہ وہی عبارت پڑھی تو اس سے بھی زیادہ تعریف کی۔ یہ مبارک صحبت دیر تک رہی۔ صبح ایک دوست آیا اور کہا کہ میں نے آج شب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک بہت سہانا خواب دیکھا ہے۔ وہ خواب کیا تھا۔ میں نے یہ خواب اس سے بیان کیا تو وہ بہت متعجب ہوا۔

گوالیار کے قلعہ سے رہائی

مولانا محمد داؤد امرتسری نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گوالیار کے قلعے میں نظر بند کرنے کے بعد بادشاہ جہانگیر ایسا بیمار ہوا کہ علاج معالجے کی کوئی تدبیر کارگر ثابت ہوتی نظر نہ آئی۔ اسی اثناء میں بادشاہ نے ایک شب بوقت خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ بادشاہ سے فرمارہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کر دیا؟ جہانگیر نے بیدار ہوتے ہی رہائی کا فرمان جاری کر دیا۔ ساتھ ہی ایک عرضداشت بھیجی، جس میں معافی طلب کی اور شوق زیارت ظاہر کیا۔ قید سے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائی کے اس واقعہ کو مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی نے یوں بیان کیا ہے۔

قید سے رہائی کا واقعہ بھی آپ کی روشن کرامت ہے۔ بادشاہ جہانگیر نے خواب دیکھا خواب کیا دیکھا قسمت جاگ اُٹھی۔ دیکھا کہ سید الخلائق، اشرف الانبیا ﷺ بطور تاسف کے اپنی انگلی دانتوں میں دبائے فرمارہے ہیں کہ جہانگیر! تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کر دیا۔ اس خواب کے بعد فوراً آپ کی رہائی میں عمل میں آئی۔

Marfat.com

تصانیف

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک صوفی، مبلغ اور درویش ہی نہ تھے بلکہ علم وفضل کے سمندر بھی تھے۔ معقولات ومنقولات کے ماہر تھے۔ قرآن وحدیث کے فاضل تھے۔ انداز بیان انتہائی دلنشین اور آیات قرآنی واحادیث نبوی سے مزین ہوتا تھا۔ عربی اور فارسی اشعار برموقع وبرمحل اور علمی وفقہی کتابوں کے حوالے اور علمائے دین کے اقوال وتشریحات آپ اکثر اپنی تحریروں میں شامل کرتے تھے۔ آپ کی تحریریں علم ودانش اور فکری صائبیت کا شاہکار ہیں۔ آپ نے متعدد کتب بھی تحریر فرمائیں اور سینکڑوں مکتوبات لکھے جن کو جمع کر کے مدون کر دیا گیا ہے۔ آپ کی کتب ورسائل کا تعارفی تذکرہ درج ذیل ہے۔

اثبات النبوۃ

اس رسالے کا نام بعض مصنفین نے تحقیق النبوۃ بھی لکھا ہے۔ یہ اصل عربی زبان میں ہے۔ یہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ یہ رسالہ ۹۹۰ھ کے قریب لکھا گیا ہے۔ اس میں آپ نے بتایا ہے کہ نبوت کا مقام ومرتبہ کیا ہے اور اس کی ضرورت کیوں ہے اور یہ کہ انسانی رہنمائی کے لئے نبوت کی کیوں ضرورت ہے۔ آپ کا اس رسالے میں انداز تحریر عالمانہ بھی ہے اور ادیبانہ بھی۔

رسالہ تہلیلیہ

یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے اور عام کتابی سائز کے اکیس صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ آپ نے چھتیس سال کی عمر میں لکھا ہے۔ رسالے کے مضامین یہ ہیں۔

لفظ اللہ کی تحقیق، لفظ اللہ کے لطائف، دلیلِ توحید، کلمہ طیبہ کے فضائل، توحید صوفیا وجود باری تعالیٰ کی حقیقت، وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں فلاسفہ کے دلائل۔ آنحضرت ﷺ کے فضائل، معجزہ قرآن کریم وغیرہ۔

Marfat.com

رسالہ تائید اہل سنت و جماعت فی رد روافض

یہ آپ کی تیسری تصنیف ہے جو آپ نے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہونے سے پہلے لکھی۔ اصل فارسی زبان میں ہے۔ اکثر تذکروں میں اس کا نام ''ردِ مذہب شیعہ'' بھی لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۰۲ھ میں لکھا گیا۔ جب مغل دربار میں شیعہ عناصر اور ان کے فتنہ پرداز دینی افکار کا زور اور اثر بڑھ رہا تھا۔ تو یہ ماورالنہر کے ایک شیعہ عالم کے ایک رسالے کے جواب میں لکھا گیا ہے۔

شرح رباعیات

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے شریعت وطریقت کے اسرار ورموز کو نثر کے علاوہ نظم میں بھی بیان کیا ہے۔ اور رباعیات لکھی ہیں۔ جن کی شرح بھی آپ نے خود کی ہے۔ ان رباعیات کی شرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بھی لکھی ہے۔ مذکورہ رسالے میں پہلے چھ صفحات میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کی شرح اور اگلے تیس صفحات میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی شرح ہے۔ اس طرح اس رسالے کی ضخامت چھتیس صفحات ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۱۳ھ میں لکھا گیا۔

معارفِ لدنیہ

اس رسالے کا دوسرا نام ''علومِ الہامیہ'' ہے۔ اصل فارسی زبان میں لکھا گیا ہے۔ اسے ۱۰۱۵ھ تا ۱۰۱۶ھ میں لکھا گیا۔ ہر مضمون کو معرفت کا عنوان دیا گیا ہے۔ جن کی مجموعی تعداد اکتالیس ہے۔ عبارات میں جا بجا عربی زبان کے جملے آتے ہیں بعض معارف تو پورے کے پورے عربی میں ہیں۔

مبداء ومعاد

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے علوم ومعارف پر مشتمل ہے۔ اصل فارسی میں لکھا گیا ہے۔ ۱۰۰۸ھ سے ۱۰۱۸ھ تک کے بعض کشف وحقائق بیان کئے گئے ہیں۔ اسے آپ کے خلیفہ مولانا محمد صدیق علیہ الرحمہ بدخشی نے ۱۰۱۹ھ میں مرتب کیا۔

Marfat.com

مکاشفاتِ عینیہ

یہ رسالہ حضرت مجدد کی ایسی تحریروں پر مشتمل ہے جو آپ کے بعض خلفاء نے محفوظ کرلی تھی۔ لیکن انہیں (آپ علیہ الرحمہ) کے خلیفہ مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمہ مصنف زبدۃ المقامات نے غالباً ۱۰۵۳ھ میں کتابی صورت میں یکجا کیا۔ بعض مورخین نے اس رسالہ کا نام ''مکاشفات غیبیہ'' لکھا ہے۔ اس رسالہ میں متفرق صوفیانہ مسائل اور مکاشفات کا بیان ہے۔ مکاشفات کی کل تعداد انتیس بنتی ہے۔ رسالہ کے آخر میں چالیس متفق علیہ احادیث دی گئی ہیں۔ پانچ مزید حدیثیں فضائل شیخین کے بارے میں اور سات احادیث فضائل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہیں۔

مکتوباتِ امامِ ربانی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تصانیف میں مکتوبات سرفہرست ہیں جو علم و عرفان اور اسرار و معارف کا بحر بیکراں ہیں۔ یہ مجموعہ ہدایت کا ایسا سرچشمہ ہے جو ہر جویائے حق کی تشنگی دور کرنے کا پورا سامان رکھتا ہے۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے ہزار سال کے لیے یہ مکمل ہدایت نامہ ہے۔

دفترِ اول

اس کا تاریخی نام درالمعرفت (۱۰۲۵ھ) ہے اس میں ۳۱۳ مکتوبات شامل ہیں۔ اس دفتر کو خواجہ یار محمد جدید بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ نے ۱۰۲۵ھ میں جمع کیا۔ مکتوب ۳۱۳ میں حضرت مجدد کا اپنا ارشاد ہے کہ ''اس دفتر کو اسی مکتوب پر ختم کریں اور ۳۱۳ کے عدد کی رعایت کریں۔ کیونکہ پیغمبران مرسل اور صحابہ اہلِ بدر کی تعداد کے مطابق ہے''

دفترِ دوم

اس کا تاریخی نام نور الخلائق ہے۔ اور ۱۰۲۸ھ سن تصنیف ہے۔ اس میں اسمائے حسنیٰ کے مطابق ننانوے مکتوبات شامل ہیں۔ اس دفتر کے جامع خواجہ عبدالحی ابن خواجہ چاکر حصاری

Marfat.com

ہیں۔ مرتب نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ ''اس دفتر کی ترتیب و تدوین کا کام میں نے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کے حکم سے کیا''

دفترِ سوم

اس کا تاریخی نام معرفت الحقائق ہے۔ اسے خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے مرتب کیا ہے۔ اس میں ۱۱۴ قرآنی سورتوں کی تعداد کے مطابق مکتوبات کی تعداد بھی ۱۱۴ ہے مگر واقعتاً اس دفتر میں ۱۲۴ مکتوبات ہیں۔

یہ مکتوبات اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مغل بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر، وزرائے دربار، عمائدین و امرائے سلطنت، صوبہ داران لاہور، اور اپنے فرزندوں کے علاوہ بہت سے اور بزرگان دین کے نام ہیں۔

مکتوبات کے تینوں دفاتر میں کل ۵۳۶ مکتوبات شامل ہیں۔ جن میں علم و تحقیق، صوفیانہ مسائل پر تبصرہ و تشریح، متعدد اشکالات کی شرح اور حقیقت، قرآن و سنت کی اطاعت اور بدعت و گمراہی سے اجتناب کا ذکر ہے۔ ارکان اسلام اور دوسرے متعدد مسائل پر خالص عالمانہ نکتہ نظر سے انتہائی بلیغ بحث کی گئی ہے۔ غرض یہ کہ مکتوبات گوناگوں خوبیوں کا مرقع اور دنیائے تصوف میں ایک شاہکار ہیں۔

ان کے علاوہ آپ کی چند اور تصانیف کا تذکرہ بھی ملتا ہے مثلاً (۱) ''رسالہ جذب وسلوک'' (۲) تعلیقات عوارف المعارف (۳) رسالہ ''آداب المریدین'' (۴) رسالہ ''اثبات الواجب'' (۵) رسالہ ''علم حدیث'' (۶) رسالہ ''حالات خواجگان نقشبند'' (۷) رباعیات خواجہ بیرنگ علیہ الرحمہ (۸) رسالہ ''مقصود الصالحین'' (۹) رسالہ ''در مسئلہ وحدت الوجود'' (۱۰) رسالہ ''تعین ولاتعین''

Marfat.com

سانحۂ ارتحال

۱۰۳۳ھ کی شب برات کو حضور امام ربانی علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ کی زبان سے نکل گیا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے، آج کس کس ہستی کے نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جائیں گے اور کن کے باقی رکھے جائیں گے۔ آپ نے برجستہ فرمایا، تم تو شکوک و شبہات کی بات کر رہی ہو، ذرا سوچو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ جب کرنوں کی تابانی اور ان کے علم و عرفان کا یہ عالم ہے تو رسالت کے مہرِ درخشاں کی ضیاباریوں کا اندازہ بھلا کون کر سکتا ہے۔ سخت حیرت ہے ان زبان درازوں کی جرأت پر جو انبیائے کرام کے متعلق بھی لکھ دیتے ہیں کہ انہیں بھی اپنے خاتمے کا پتہ نہیں ہوتا اور ایسے خلافِ اسلام نظریات کو ایمان کی تقویت کا باعث شمار کرتے ہیں، حالانکہ ایسے خیالات سے تو ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔

۱۰۳۳ھ میں آپ نے بعد نمازِ عید الاضحیٰ مختصر سی تقریر فرمائی اور مجمعِ عوام میں جو آپ کہنا چاہتے تھے وہ کہا۔ آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

''لوگو! میں نے تمہیں پہلے ہی اطلاع دے دی ہے کہ میں عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہوں، آثار مجھے بتا رہے ہیں کہ میری عمر بھی حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی۔ اب تریسٹھواں سال شروع ہو چکا ہے۔ لہٰذا میں عنقریب تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اپنے مولیٰ کا دیدار حاصل کروں گا۔ خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاصل ہوا، وہ میں نے تم کو پہنچا دیا۔ یہ بھی تم سے مخفی نہیں کہ میں نے ملتِ حقہ کے رواج دینے میں کس قدر کوششیں کیں، کتنے ظلم سہے، کتنی جفائیں برداشت کیں، کتنے سخت مصائب اٹھائے، حتیٰ کہ قید تک منظور کی، لشکر میں

Marfat.com

رہنا اختیار کیا، لیکن اپنے کام میں کوتاہی نہیں کی۔ آہ! اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تم کو اپنے پروردگار کے سپرد کرتا ہوں۔ میری اور تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوگی، جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ شیخ احمد نے ملتِ حقہ کے رواج دینے میں کیا کچھ کیا تھا۔

ان حالات وواقعات اور آپ کے فرمودات سے یہ صاف نظر آرہا تھا کہ آغوش رحمتِ خداوندی میں جانے کا وقت قریب آگیا ہے۔ چنانچہ یہ بھی وقت آیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے صاحبزادوں سے فرمارہے تھے کہ میری تجہیز وتکفین میں اتباع نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام کو ملحوظ رکھنا اور حدود شرعیہ کی رعایت کرنا۔ اہلیہ محترمہ سے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس سے کوچ کر جانے کا وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے، میرا کفن اپنے مہر کی رقم سے تیار کروانا۔ صاحبزادوں کو یہ وصیت بھی فرمائی کہ میری قبر گمنام جگہ پر بنانا۔ اس موقع پر خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ عرض گذار ہوئے، حضور! قبل ازیں آپ نے فرمایا تھا کہ میری قبر فرزندِ اکبر محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گنبد میں بنائی جائے، بلکہ جگہ بھی آپ نے متعین فرمادی تھی۔ نیز اس جگہ کی شرافت و برکت بھی بیان فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ واقعی میں نے ایسا ہی کہا تھا لیکن اب میری خواہش یہی ہے کہ مجھے گمنام جگہ دفن کیا جائے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو والدِ محترم کے قریب دفن کردینا۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو باغ میں دفن کردینا، لیکن میری قبر کچی رکھنا، پکی نہ بنانا۔ جب خواجہ سعید علیہ الرحمہ نے قبر کے سلسلے میں زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے تمہاری مرضی پر چھوڑ دی، جہاں تمہیں مناسب نظر آئے، اس جگہ دفن کردینا۔

"ان ایام کے دوران ایک دن آپ نے فرمایا کہ میں نے جن وانس کے شیخ یعنی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ مجھ پر بے انتہا عنایت فرمارہے ہیں، یہاں

Marfat.com

تک کہ اپنی زبان مبارک میرے منہ میں ڈال کر فرمایا لوگ میرے اس شعر

افلت شموس الاولین و شمسنا

ابدا اعلیٰ افق اعلیٰ لا تغرب

اور میرے اس قول کہ قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ کے معانی میں حیران و ششدر ہیں آپ اس کا حل لکھیں کہ اس بیماری سے صحت یاب ہوں۔ لیکن حضرت والا کو اُس بیماری میں ذاتِ سبحانہٗ تعالیٰ کے دیدار کا شوق بے انتہا ہو گیا تھا اور اس شوق کی زیادتی کے باعث آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور ہمیشہ اس دعائے ماثورہ میں رطب اللسان رہتے کہ اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ اور فرماتے کہ اگر کوئی طبیب کہے کہ تیرا مرض ناقابلِ علاج ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کی غرض سے اسے فقراء کے ساتھ کافی روپے دے دوں گا۔

کسی قدر صحت ہونے کی حالت میں وہ لطف و سرور کم ہو گیا تھا، جس سے آپ شدّتِ مرض میں لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا جب بقول شیخ محمد معصوم علیہ الرحمہ آپ نے نمازِ تہجد ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ ہماری آخری نمازِ تہجد ہے۔ گویا اب ظاہری حیات کے صرف چند گھنٹے باقی رہ گئے تھے۔ نمازِ اشراق ادا کرنے کے بعد پیشاب کرنے کے لئے طشت طلب فرمایا۔ آپ کے خاص خادم مولانا محمد ہاشم علیہ الرحمۃ خالی طشت لے آئے، فرمایا چھینٹیں اڑیں گی، ریت والا طشت لاؤ۔ وہ ریت والا طشت لینے گئے لیکن آپ نے حاضرین سے فرمایا، مجھے لٹادو اب میں پیشاب نہیں کروں گا۔ شیخ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ کا خیال ہے کہ آپ نے پیشاب کرنے سے اس لئے انکار کیا ہوگا کہ وقتِ وصال نزدیک آ گیا تھا اور سفرِ آخرت آپ وضو کی حالت میں کرنا چاہتے تھے کیونکہ انبیائے کرام کی یہی سنت ہے۔

وصال سے تھوڑی دیر پہلے آپ کے سانس کی رفتار تیز ہو گئی تو خازن الرحمہ خواجہ

Marfat.com

محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گھبرا کر حال پوچھا۔ فرمایا میری حالت بہت خوب ہے۔ عرض گذار ہوئے حضور! کونسی خوبی نظر آرہی ہے؟ فرمایا: ''دو رکعت نماز کہ ادا کردہ ام کافیست'' یعنی جو دو رکعت نماز میں نے ادا کی ہے کافی ہے۔ یہ آپ کا آخری کلام ہے۔ اس کے بعد کسی سے گفتگو نہیں کی۔ اس سلسلے میں مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

''یہ حضرتِ والا کا آخری کلام ہے اور آپ نے ثبوت پیش کردیا ہے کہ جمیع انبیائے کرام کا آخری کلام نماز کے متعلق ہوتا تھا۔ گویا حضرت امامِ ربانی قدس سرہٗ نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اتباع میں ایسا کیا''

چند لمحے بعد بوقتِ چاشت، بروز منگل ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء کو سرمایہ ملت کا یہ نگہبان جو اپنے فرض سے فارغ ہوکر بار بار اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ پکار رہا تھا۔ نیز علم وعمل اور اسرار و معارف کا وہ مہرِ درخشاں جس نے ایک مدت سے اس ظلمت کدہ کو جگمگا رکھا تھا اور خزاں رسیدہ گلشنِ اسلام کو بہاروں سے ہمکنار کردیا تھا اور یہی نہیں بلکہ اس چمنستان میں ایسے ایسے ثمر دار، سایہ دار اور پُر بہار پودے لگائے جن کی تابانی اور افادیت اپنی مثال آپ ہے۔ آخر رشد و ہدایت کا وہ نیّرِ تاباں اللہ اللہ کہتا ہوا غروب ہوا اور رحمتِ خداوندی کی آغوش میں چلا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وصال کے بعد سنت پر عمل

وصال کے وقت سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دائیں رخسار کے نیچے تھی اور بعد وصال ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آپ سنت کے مطابق رو بقبلہ محو استراحت ہیں۔ خواجہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غسل دینے کے لئے جب کپڑے اتارے گئے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھ اسی طرح باندھے ہوئے ہیں جس طرح احناف کے نزدیک ہاتھ باندھنا مستحب ہے۔ حالانکہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے دستور کے مطابق

Marfat.com

وصال کے فوراً بعد آپ کے ہاتھ اور پاؤں دراز کر دئے تھے۔ دورانِ غسل آپ مسکراتے رہے۔ جسم مقدس کے تمام اعضاء اپنے اصلی حالت کے مطابق نرم و نازک رہے۔ جب آپ کو کفن پہنا دیا گیا تو دونوں ہاتھ خود بخود اس حالت پر آ گئے جس طرح بوقتِ قیام نماز میں باندھے جاتے ہیں۔ تمام حاضرین نے اس کرامت کو بچشمِ خود دیکھا۔ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت کی مرضی کے مطابق ہاتھوں کو اسی طرح رہنے دیا جائے، آپ بارگاہِ خداوندی میں بحالت نماز پیش ہونا چاہتے ہیں۔

مزارِ پُر انوار

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی آخری آرامگاہ کا معاملہ چونکہ اپنے فرزندوں کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا، اس لئے صاحبزادگان نے آپ کو اپنے برادرِ معظم، خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کے قبہ میں قبلہ کی جانب دفن کیا تھا کیونکہ اس جگہ کے بارے میں آپ نے خود فرمایا تھا:

"اپنے فرزند اکبر کی وفات کے چند ماہ پیشتر میں نے ایک بلند نور دیکھا کہ اسکی صفت و شان بیان سے باہر ہے اور وہ کیفیات سے مبرا و منزہ ہے۔ مجھے یہ آرزو ہوئی کہ وہ زمین میرا مدفن بنے اور وہ نور میری قبر پر روشن ہو۔ اس بات کا میں نے اپنے فرزند اعظم سے ذکر کیا جو محرم راز تھا اور تذکرۂ نور کے ساتھ اپنی آرزو سے مطلع کیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ میرا وہ لختِ جگر ہی اس دولت کی جانب سبقت لے گیا اور پردۂ خاک کے اندر اس دریائے نور میں مستغرق ہو گیا"

"اس عظمت والے شہر (سرہند شریف) کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے فرزند اکبر (خوجہ محمد صادق علیہ الرحمہ) جیسی ہستی اس میں محوِ استراحت ہے جو اکابر اولیاء اللہ سے ہے اور ایک مدت کے بعد مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ وہ نور جو مذکورہ جگہ رکھا گیا ہے وہ میرے ہی انوار قلبیہ کا لمعہ ہے جو یہاں سے لے کر اس جگہ روشن کیا گیا ہے، جس طرح سے چراغ

Marfat.com

روشن کر لیتے ہیں'' ربیع الاوّل ۱۰۲۵ھ میں خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کو اسی جگہ دفن کیا گیا تھا۔ آپ کی قبرِ انور کو پختہ نہیں بنایا گیا تھا۔ لیکن ایک عرصے کے بعد خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اس پر گنبد تعمیر کروایا تھا۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے خلیفہ یعنی خواجہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ فرمایا جائے

''ایک مدت تک خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کی قبر خام رہی۔ ایک احاطہ اس کے گرد اگرد تھا۔ پھر مجدد علیہ الرحمہ نے خیال فرمایا کہ فرزند کی قبر عمارات کے درمیان واقع ہوئی ہے۔ بہتر ہے کہ اس جگہ ایک گنبد بنا دیا جائے اور انبیائے کرام کی پیروی کی جائے۔ پس آپ کی قبر پر ایک گنبد تعمیر فرمایا''

Marfat.com

اغراض و مقاصد

☆ قرآن و حدیث اور خلفائے راشدین کی تعلیمات کی روشنی میں توحید و رسالت و دیگر بنیادی عقائد و اعمال سے روشناس کرنا

☆ اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ رسول ﷺ کے لیے عملی اقدام کرنا

☆ معاشی، معاشرتی اور اخلاقی مسائل میں عوام کی راہنمائی کرنا

☆ اشاعتِ اسلام اور اصلاحِ احوال کیلئے کتب و رسائل شائع کرنا، نیز مراکزِ درس اور مجالسِ ذکر قائم کرنا

☆ فحاشی، عریانی، بے راہ رَوی اور غیر اسلامی رسوم کے خلاف جہاد کرنا

☆ سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر نفاذِ شریعت کیلئے بھرپور سعی کرنا

☆ معاشرہ کے نادار طبقہ کی فلاح و بہبود کے لیے عملی اقدام کرنا

مجلسِ مجددیہ ، سیالکوٹ

فون نمبر: ۵۵۷۳۲۷

Marfat.com